RNI No. - MAHURD/2011/49433

اهل السنة
Ahl Us Sunnah

اتباع الكتاب والسنة بفهم سلف الأمة

جولائی ۲۰۲۶ء | July 2026

نقش ونگار والے کپڑے میں نماز ادا کرنا اور دوران نماز اس پر نظر کا پڑنا

’’اجماع معلوم‘‘اور’’اجماع مجہول‘‘

امام مہدی کے متعلق لوگوں کے آراء وافکار

ماہ محرم سے متعلق دس بنیادی باتیں (قرآن وسنت اور اقوال سلف کی روشنی میں)

ایڈیٹر: ابوفوزان کفایت اللہ سنابلی
نائب ایڈیٹر: آفاق احمد سنابلی مدنی

ماہنامہ

Vol: 15 | Issue : 07 | Urdu-Monthly | Mumbai | July 2026 | Page 52 | Price: 40/-

حمد باری تعالیٰ

سلسلۂ کلام: شعراء اہل حدیث ہند (۱۲)

کلام: مصطفیٰ اجمل مدنی حفظہ اللہ

انتخاب وترتیب: ابوالبیان رفعت سلفی

شاعر کا مختصر تعارف: نام ونسب: محمد مصطفیٰ بن سکندر علی بن محمد صدیق خان

قلمی نام: مصطفی اجمل عالیاوی مدنی

تاریخ پیدائش: ۲-۷-۱۹۷۲ء اٹئی رامپور، اترولہ، ضلع بلرامپور یوپی، انڈیا

تعلیمی وتدریسی حیثیت: کلیۃ الحدیث، الجامعۃ الاسلامیۃ مدنیہ منورہ ۱۹۹۸ء

سابق داعی ومترجم شعبۂ جالیات، القصیم، الریاض، وسابق پرنسپل واستاذ حدیث جامعہ اسلامیہ ممبرا ممبئی

بے نظیر مولا کی عظمت وجلالت ہے
بے نیاز وہ سب سے سب کو اسکی حاجت ہے

سارے آسمانوں کو اور سبھی زمینوں کو
انگلیوں پہ رکھے گا، ایسی اسکی طاقت ہے

ہاتھ کھینچ لے گر وہ، کون پھر بچائے گا
اسکی ہی رعایت ہے، اسکی ہی حفاظت ہے

کوئی کچھ نہ بولے گا، کوئی لب نہ کھولے گا
انبیاء بھی کانپیں گے، رب کی وہ عدالت ہے

ضائع ہو نہیں سکتی، ذرے کی طرح نیکی
ظلم وہ نہیں کرتا، عدل اسکی عادت ہے

جو بھی اپنے مولا کی قدر نہ سمجھ پایا
دنیا آخرت دونوں سمجھو اسکی غارت ہے

رحمتوں کے بازو سے ڈھانپ لے مجھے مولا
میرے دل میں اے اجملؔ ایک ہی تو چاہت ہے

Ahlus Sunnah

Volume No.15, Issue No.07, July, 2026

ماہنامہ

جولائی ۲۰۲۶ء

جلد: ۱۵
شمارہ: ۷

فی شمارہ Rs. 40/-
سالانہ Rs. 400/-

اھل السنۃ
Ahlus Sunnah
اتباع الكتاب والسنة بفهم سلف الأمة

سرپرست : رضاء اللہ عبدالکریم مدنی
نگراں : عبدالشکور عبدالحق مدنی

ایڈیٹر: ابوفوزان کفایت اللہ سنابلی
رابطہ نمبر: 8657458182

نائب ایڈیٹر : آفاق احمد سنابلی مدنی
رابطہ نمبر: 7045788251

معاونین : ابوالبیان رفعت سلفی ● حافظ امتیاز احمد رحمانی ● حافظ خلیل الرحمٰن سنابلی

فورمیٹنگ : شفیق احمد محمد عدیل محمدی ● گرافک ڈیزائنر : طارق بن عبدالرحیم شیخ

سی،ای،او : زید خالد پٹیل

مجلس مشاورت

● شیخ محفوظ الرحمٰن فیضی ● دکتور عبید الرحمٰن مدنی ● شیخ نورالحسن مدنی ● شیخ محمد جعفر الہندی

نوٹ : اپنے مضامین کی اشاعت، مفید مشوروں اور میگزین ممبرشپ کے لیے اوپر دیئے گئے نمبرات پر رابطہ کریں۔

خط وکتابت وترسیل زر کا پتہ:

Bank Details: ● Current Account : ICICI Bank ● Account Name : Ahl us Sunnah
A/c No:102805001781 ● IFSC Code : ICIC0001028 ● Andheri Link Road Branch

Add:Islamic Information Centre, Gala No.6, Swastik Chamber, Below Kurla Nursing Home, Opp. Noorjhan-1, Pipe Road, Kurla (West), Mumbai - 400070 | Ph. : 8080807836

Website : http://ahlussunnah.net | Email: ahlussunnah.m@gmail.com

Owner/Printer/Publisher: SAAD KHALID PATEL

Printed at : Alwan Prints, A1/215, Shah & Nahar Industrial Estate, S.J Marg, Lower Parel (West), Mumbai - 400 013.

Published at: 106 Fateh Manzil, 4th Floor, Victoria Road, Sant Savta Marg, Mustafa Bazar, Mumbai - 400010

Islamic Information Centre, Managed by: ILM FOUNDATION Regd. No.23181

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اهل السنة
Ahl Us Sunnah

جولائی ۲۰۲۶ء | July 2026

فہرست

مضمون	مضمون نگار	صفحہ
نقش ونگار والے کپڑے میں نماز ادا کرنا اور دوران نماز اس پر نظر کا پڑنا	ابو یوسف آفاق احمد السنابلی المدنی	5
نمازِ استسقاء میں خطبوں کی تعداد: اہل حدیث اور تقلیدی مذاہب	کفایت اللہ سنابلی	8
''اجماع معلوم''اور''اجماع مجہول''	کفایت اللہ سنابلی	9
امام مہدی کے متعلق لوگوں کے آراء وافکار	سفیان احمد ریاض الدین سلفی	15
دعائے شب قدر ''اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي'' کی تحقیق (آخری قسط)	کفایت اللہ سنابلی	21
شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی کتابوں کا تعارفی سلسلہ (قسط:۲۲)	ابو یوسف آفاق احمد السنابلی المدنی	24
علامہ محمد عزیر شمس رحمہ اللہ کے محاضرات کا تحریری سلسلہ۔ محاضرہ نمبر (۵) (قسط:۴)	ابو یوسف آفاق احمد السنابلی المدنی	29
ماہ محرم سے متعلق دس بنیادی باتیں (قرآن وسنت اور اقوال سلف کی روشنی میں)	ام محمد خوشنما مصلح الدین	38
قرآنِ کریم سمجھ کر پڑھنا کیوں ضروری ہے؟	صائمہ بنت محمد صغیر	43
عالمیت یا محض مبادیات؟ (قسط ثانی)	ام محمد خوشنما مصلح الدین	46

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں

درس حدیث

نقش ونگار والے کپڑے میں نماز ادا کرنا اور دوران نماز اس پر نظر کا پڑنا

ابو یوسف آفاق احمد السنابلی المدنی

عَنْ عَائِشَةَ، أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي خَمِيصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ، فَنَظَرَ إِلَى أَعْلَامِهَا نَظْرَةً، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ:" اذْهَبُوا بِخَمِيصَتِي هَذِهِ إِلَى أَبِي جَهْمٍ وَائْتُونِي بِأَنْبِجَانِيَّةِ أَبِي جَهْمٍ فَإِنَّهَا أَلْهَتْنِي آنِفًا عَنْ صَلَاتِي"، وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ: عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُنْتُ أَنْظُرُ إِلَى عَلَمِهَا وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ فَأَخَافُ أَنْ تَفْتِنَنِي.

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک چادر میں نماز پڑھی جس میں نقش ونگار تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں ایک مرتبہ دیکھا۔ پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ میری یہ چادر ابوجہم (عامر بن حذیفہ) کے پاس لے جاؤ اور ان کی انبجانیہ والی چادر لے آؤ، کیونکہ اس چادر نے ابھی نماز سے مجھ کو غافل کر دیا۔ اور ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی، انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نماز میں اس کے نقش ونگار دیکھ رہا تھا، پس میں ڈرا کہ کہیں یہ مجھے غافل نہ کر دے۔ [صحيح البخاري: 373]

راوی کا تعارف: (۱) نام عائشہ اور کنیت ام عبداللہ ہے۔

(۲) ان کی والدہ کا نام ام رومان بنت عامر بن عویمر ہے۔

(۳) خواتین میں جو تفقہ فی الدین اماں عائشہ کو حاصل تھا وہ کسی اور کو نہیں حاصل تھا۔

(۴) صحابیات میں سب سے زیادہ انہی سے حدیثیں مروی ہیں۔

(۵) کئی سارے صحابہ اور تابعین نے ان سے حدیثیں روایت کی ہیں۔

(۶) عرب کے جنگوں اور اشعار عرب کے تعلق سے اچھی خاصی جانکاری ان کے پاس تھی۔

(۷) مدینہ میں رمضان المبارک میں سنہ 57ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

(۸) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور بقیع الغرقد میں انہیں دفن کیا گیا۔

(۹) 2210 حدیثیں ان سے مروی ہیں۔ جن میں 174 حدیثیں متفق علیہ ہیں۔ 54 حدیثیں صحیح بخاری میں اور 68 حدیثیں صحیح مسلم میں ہیں۔ مستفاد: [مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح: 1/ 167-168]

(۱۰) ان کے بے شمار فضائل ومناقب کتب احادیث میں موجود ہیں۔ مثلاً:

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ لَهَا: أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ، أَرَى أَنَّكِ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ، وَيَقُولُ: هَذِهِ امْرَأَتُكَ، فَاكْشِفْ عَنْهَا، فَإِذَا هِيَ أَنْتِ، فَأَقُولُ: إِنْ يَكُ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُمْضِهِ.[صحيح البخاري:3895]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم مجھے دو مرتبہ خواب میں دکھائی گئی ہو۔ میں نے دیکھا کہ تم ایک ریشمی کپڑے میں لپٹی ہوئی ہو اور کہا جا رہا ہے کہ یہ آپ کی بیوی ہیں ان کا چہرہ کھولئے۔ میں نے چہرہ کھول کر دیکھا تو تم تھیں۔ میں نے سوچا کہ اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے تو وہ خود اس کو پورا فرمائے گا“۔

قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: إِنَّ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا:”يَا عَائِشَ، هَذَا جِبْرِيلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ فَقُلْتُ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، تَرَى مَا لَا أَرَى. تُرِيدُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم“.[صحيح البخاري:3768]

ابوسلمہ نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فرمایا: ”اے عائش یہ جبرائیل علیہ السلام تشریف فرما ہیں اور تمہیں سلام کہتے ہیں“ میں نے اس پر جواب دیا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ وہ چیز ملاحظہ فرماتے ہیں جو مجھ کو نظر نہیں آتی (آپ کی مراد نبی کریم ﷺ سے تھی)۔

فوائد:

(۱) منقش کپڑا پہن کر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے متعلق عنوان میں کوئی فیصلہ نہیں کیا، لیکن جو روایت پیش کی ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز ہو جائے گی، کیونکہ نماز کے لیے تو کپڑے کا ساتر اور طاہر ہونا ضروری ہے جو اس صورت میں بھی حاصل ہے، لیکن اگر نمازی یہ خیال کرے کہ ایسا کپڑا اس کی توجہ کو اپنی طرف کھینچتا ہے تو اس سے احتراز کرنا چاہیے۔

چنانچہ حدیث میں اس بات کی صراحت ہے کہ نماز کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی ایک نظر کپڑے کے نقش و نگار پر پڑی تو آپ نے نماز کو تو جاری رکھا نہ اسے ختم کیا اور نہ پڑھنے کے بعد اس کا اعادہ فرمایا۔

امام بخاری رحمہ اللہ کا مدعا ثابت ہو گیا کہ اس قسم کے کپڑے میں نماز ہو جاتی ہے، لیکن اگر اس کے استعمال میں فتنے کا سامان مہیا ہو تو سادہ کپڑا استعمال کرنا اولیٰ ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو اشیاء بھی نماز کے دوران نمازی کے خشوع میں خلل انداز ہوں ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔

منقش جائے نماز کا حکم بھی یہی ہے۔

(۲) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ معمولی درجے کا فکری اشتغال مانع صلاۃ نہیں اور اس بات پر سب کا اتفاق ہے۔

نیز اگر نماز میں نماز سے باہر کی کسی چیز کا خیال آجائے تو نماز درست ہے، بعض سلف سے جو منقول ہے کہ اس سے نماز کی صحت پر اثر پڑے گا وہ معتبر نہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز میں خشوع اور دل کا پوری طرح متوجہ ہونا مطلوب ہے لہٰذا نمازی کو چاہیے کہ حتی الامکان اپنے قصد وارادے سے نماز کے دوران دوسرے خیالات نہ آنے دے اور اگر خود بخود آجائیں تو ان کی طرف توجہ نہ دے۔[عمدة القاري: 3/314]

(۳) یہ منقش چادر ابوجہم رضی اللہ عنہ ہی نے بطور تحفہ بھیجی تھی چونکہ تحفے کی واپسی سے ان کی دل شکنی کا خطرہ تھا، لہٰذا تحفے کا تبادلہ کرلیا۔

(۴) انبجانی بغیر دھاریوں کے سادہ چادر ہوتی تھی۔ انبجان علاقہ تھا جہاں وہ چادریں بنتی تھیں۔

(۵) مرد کے لیے نقش ونگار والا کپڑا پہننا جائز ہے بشرطیکہ وہ اس قسم کا نہ ہو جسے زنانہ کپڑا قرار دیا جاتا ہو۔

(۶) مسجد کی دیواروں کو طرح طرح سے مزین کرنا بھی درست نہیں، اس سے بھی نمازی کی توجہ نمار سے ہٹ جاتی ہے۔

(۷) کسی کا تحفہ واپس کرنا پڑے تو واپس کرتے وقت عذر واضح کردینا چاہیے۔

نوٹ: یہ ساری باتیں آن لائن ویب سائٹ موسوعہ القرآن والحدیث سے لی گئی ہیں۔

◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعاصِ رضي الله عنه: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَهُ على جَيْشِ ذاتِ السَّلَاسِلِ، فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قالَ: عائِشَةُ. فَقُلْتُ: مِنَ الرِّجالِ؟ فَقالَ:أَبُوها. قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قالَ: ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ. فَعَدَّ رِجالًا.

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں غزوۂ ذات السلاسل کے لیے بھیجا (عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ) پھر میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے پوچھا کہ سب سے زیادہ محبت آپ کو کس سے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عائشہ سے میں نے پوچھا، اور مردوں میں؟ فرمایا کہ اس کے باپ سے۔ میں نے پوچھا، اس کے بعد؟ فرمایا کہ عمر بن خطاب سے۔ اس طرح آپ ﷺ نے کئی آدمیوں کے نام لیے۔

[صحيح بخاري: 3662]

نمازِ استسقاء میں خطبوں کی تعداد: اہل حدیث اور تقلیدی مذاہب

کفایت اللہ سنابلی

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سرے سے نمازِ استسقاء ہی کے قائل نہیں ہیں۔امام ترمذی رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا موقف ذکر کرنے کے بعد ان کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے:

وقَالَ النُّعْمَانُ أَبُو حَنِيفَةَ: لَا تُصَلَّى صَلَاةُ الِاسْتِسْقَاءِ وَلَا آمُرُهُمْ بِتَحْوِيلِ الرِّدَاءِ وَلَكِنْ يَدْعُونَ وَيَرْجِعُونَ بِجُمْلَتِهِمْ. قَالَ أَبُو عِيسَى: خَالَفَ السُّنَّةَ.

”ابوحنیفہ نعمان (رحمہ اللہ) کہتے ہیں کہ استسقاء کی کوئی نماز نہیں پڑھی جائے گی اور نہ میں انہیں چادر پلٹنے ہی کا حکم دیتا ہوں، بلکہ سارے لوگ ایک ساتھ دعا کریں گے اور لوٹ آئیں گے،امام ترمذی کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ نے سنت کی مخالفت کی ہے“۔[سنن الترمذي، تحقيق أحمد محمد شاكر 2/ 446]

البتہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد (امام ابویوسف اور امام محمد) اس کے قائل ہیں،اس لیے احناف کے ہاں بھی نمازِ استسقاء مشروع ہے۔

حنفی، مالکی،شافعی اور حنبلی چاروں مذاہب کے پیروکار خطبۂ جمعہ پر قیاس کرتے ہوئے عیدین میں بھی دو خطبے دیتے ہیں۔

احناف، مالکیہ اور شوافع کے ہاں جس طرح جمعہ پر قیاس کرتے ہوئے عیدین میں دو خطبے ہیں،اسی طرح اسی قیاس کی بنیاد پر ان کے یہاں نمازِ استسقاء میں بھی دو خطبے ہیں۔

لیکن حنابلہ کے ہاں مشہور و مفتیٰ بہ قول کے مطابق نمازِ استسقاء میں صرف ایک ہی خطبہ ہے۔میں یہ بات سمجھنے سے قاصر ہوں کہ حنابلہ نے نمازِ استسقاء کے خطبے کو جمعہ کے خطبے پر قیاس کیوں نہیں کیا؟

الحمدللہ، اہل حدیث کا موقف بالکل واضح ہے۔ان کے ہاں جمعہ میں دو خطبے احادیث سے ثابت ہیں، اس لیے جمعہ میں دو خطبے دیے جائیں گے۔اور عیدین و نمازِ استسقاء میں صرف ایک ہی خطبہ ثابت ہے،اس لیے ان نمازوں میں صرف ایک ہی خطبہ دیا جائے گا۔

اہل حدیث نہ عیدین کے خطبے کو جمعہ کے خطبے پر قیاس کرتے ہیں اور نہ استسقاء کے خطبے کو، کیونکہ عیدین اور استسقاء کی کیفیت جن احادیث میں مروی ہے،ان میں صرف ایک ہی خطبے کا ذکر ہے۔

والحمد لله على نعمة الإتباع۔

"اجماع معلوم" اور "اجماع مجہول"

تحریر: کفایت اللہ سنابلی

کسی مسئلہ میں "اجماع" کا حوالے دینے سے پہلے یہ بات اچھی طرح جان لینی چاہیے کہ "اجماع" کی دو قسمیں ہیں:

۞ پہلی قسم: اجماعِ معلوم (اجماعِ قطعی)

اس سے مراد وہ اجماع ہے جس کا انعقاد تواتر اور صراحت کے ساتھ ہوا ہو، اور یہ اس قدر عام ہو کہ کسی بھی عالم سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے تو ایک ہی جواب ملے۔

اس طرح کا اجماع حجت ہے، اس کی حجیت پر تمام اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے، اس کا ماننا سب پر لازم اور ضروی ہے، اگر کوئی اس سے انکار کرے تو وہ گمراہ ہے اور سخت سزا کا مستحق ہے۔

بلکہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے تو ایک مقام پر ایسے اجماع کے منکر کو بالاتفاق کافر قرار دیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"والإنسان متى حلل الحرام–المجمع عليه–أو حرم الحلال–المجمع عليه–أو بدل الشرع –المجمع عليه–كان كافرا مرتدا باتفاق الفقهاء"۔

"جب کوئی انسان بالاجماع کسی حرام چیز کو، حلال کردے، اور بالاجماع کسی حلال چیز کو، حرام کہہ دے، اور بالاجماع ثابت شدہ کسی شرعی مسئلہ کو بدل دے تو وہ باتفاق فقہاء کافر و مرتد ہو جائے گا"۔ [مجموع الفتاوى، ت ابن قاسم: 3/ 267]

واضح رہے کہ بغیر نص کے حقیقی اجماع کا انعقاد ناممکن ہے اسی لیے اجماع قطعی کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ اس کے ساتھ نص بھی موجود ہوتی ہے۔

۞ دوسری قسم: اجماعِ مجہول (اجماعِ ظنی):

اس سے مراد ایسا اجماع ہے جس کا انعقاد تواتر اور صراحت کے ساتھ نہ ہوا ہو، اور اس کے وقوع پر کوئی قطعی دلیل موجود نہ ہو۔

اس طرح کے اجماع کے "امکان وقوع" میں بھی اختلاف ہے، اور اس کی "حجیت" میں بھی اختلاف ہے۔

اور راجح بات یہ ہے کہ یہ اجماع ممکن بھی ہے اور حجت بھی ہے لیکن امکان اور حجیت دونوں اعتبار سے اس کا معاملہ

"اجماع قطعی" جیسا نہیں ہے۔

جہاں تک امکان وقوع کی بات ہے تو اس سلسلے میں سب سے معتدل قول ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا ہے، کہ صحابہ کی جماعت میں اس طرح کے اجماع کا حقیقی انعقاد تو بہت ممکن ہے، لیکن صحابہ کے بعد کے ادوار میں اس طرح کے اجماع کا حقیقی انعقاد کافی مشکل ہے کیونکہ عہد صحابہ کے بعد زمین کے بہت سارے حصوں میں علماء ومجتہدین وجود میں آگئے اور جس طرح صحابہ کے اقوال وفتاوی کو جمع کرنے اور انہیں بیان کرنے کا اہتمام تھا، بعد کے علماء ومجتہدین کے ساتھ یہ معاملہ نہیں رہا۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے ساتھ یہی موقف امام ابن حبان، امام ابن حزم اور علامہ رازی وغیرہم کا بھی ہے، امام احمد رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ظاہر ہوتا ہے۔ بلکہ امام احمد رحمہ اللہ تو اس طرح کے معاملے میں لفظ "اجماع" کے استعمال ہی کو درست نہیں جانتے ان کا کہنا ہے اس معاملے میں صرف اختلاف سے لاعلمی کی صراحت کی جائے اور اجماع کا لفظ استعمال نہ کیا جائے۔

بطور مثال عرض ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ سے سات لوگوں کی جانب سے بھینس کی قربانی کا سوال ہوا تو انہوں نے جواب دیا:"لا أعرف خلاف هذا"۔"مجھے اس کے خلاف کوئی قول معلوم نہیں"۔ [مسائل أحمد وإبن راهويه، ت الجامعة الإسلامية: 8/ 4027]

یہاں امام احمد رحمہ اللہ نے اختلاف کی عدم معرفت کی بنیاد پر اجماع کا دعویٰ نہیں کیا۔ کیونکہ اس مسئلہ میں اختلاف کا عدم علم اس بات کو مستلزم نہیں کہ اختلاف کا وجود ہی نہ ہو۔

• رہی بات اجماع مجہول (اجماع ظنی) کی حجیت کے اعتبار سے تو یہ اس درجہ میں حجت ہے کہ کسی مجتہد کو اس پر اطمینان ہو تو اس پر اعتماد کرسکتا ہے، اس کے سہارے فتویٰ دے سکتا ہے، بالخصوص اگر اس کا تعلق صحابہ وتابعین سے ہو تو نصوص کے فہم میں اسے ترجیح دینا ہی اقرب الی الصواب ہے۔ لیکن بہرحال یہ ایسی حجت نہیں ہے کہ دوسروں پر اسے مسلط کیا جاسکے اور دوسروں کے لیے بھی اسے لازم الاتباع قرار دیا جاسکے۔

۞ اجماع کی مذکورہ دونوں قسموں کو اچھی طرح ذہن میں رکھنا چاہیے کیونکہ مقلدین ان دونوں کو بہت خلط ملط کرتے ہیں۔

یاد رہے کہ مقلدین کے یہاں جس اجماع کی دن رات گردان ہوتی ہے وہ ننانوے فیصد دوسری قسم ہی کا اجماع

یعنی "اجماع مجہول" ہی ہوتا ہے، لیکن مصیبت یہ ہے کہ یہ لوگ دعویٰ تو دوسری قسم والے اجماع (اجماع مجہول) کا کرتے ہیں، لیکن اسے پہلی قسم والے اجماع (اجماع معلوم) کی حیثیت دے بیٹھتے ہیں۔

یاد رہے کہ اختلاف کے عدم علم پر دعوائے اجماع کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

"عدم العلم بالخلاف" کے اظہار میں سرے سے کوئی دعویٰ ہی نہیں ہوتا ہے بلکہ اختلاف سے فقط اپنی لاعلمی کا محض اظہار ہوتا ہے۔لہٰذا ایسے الفاظ کی بنا پر اجماع کا دعویٰ کرنا بے بنیاد ہے۔

•امام ابن حزم رحمہ اللہ (المتوفی 456ھ) فرماتے ہیں:

"وقد أدخل قوم في الاجماع ما ليس فيه وقوم عدوا قول الاكثر اجماعا وقوم عدوا ما لا يعرفون فيه خلافا اجماعا وان لم يقطعوا على أنه لا خلاف فيه"۔

"بعض لوگوں نے اجماع میں ایسی چیزیں داخل کردیں جن کا اجماع سے کوئی تعلق نہیں ہے، چنانچہ بعض نے اکثریت کے قول کو ہی اجماع شمار کرلیا اور بعض نے مسئلہ میں کسی اختلاف سے آگاہی نہ ہونے کو ہی اجماع سمجھ لیا، اگرچہ وہ قطعیت کے ساتھ یہ فیصلہ نہیں کرسکتے کہ اس میں اختلاف موجود نہیں ہے"۔ [مراتب الإجماع لابن حزم ص: 3]

•امام نووي رحمہ اللہ (المتوفی 676ھ) فرماتے ہیں:

"فإنه قد قال "لا أعرف فيه خلافا" ولا يلزم من عدم معرفته عدم الخلاف"۔

"انہوں نے یہ کہا ہے کہ: "میں اس میں خلاف نہیں جانتا" اور ان کے خلاف نہ جاننے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ خلاف موجود ہی نہیں ہے"۔[المجموع شرح المهذب 2/ 377]

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کے شاگرد امام ابن القیم رحمہ اللہ نے بھی متعدد مقامات پر اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ [مجموع الفتاوى، ت حسنين: 6/ 282 ، إعلام الموقعين ت مشهور: 3/ 558]

•ابن نجیم الحنفي (ت1005ھ) لکھتے ہیں:

"قول المجتهد "لا أعلم مخالفا" ليس حكاية الإجماع"۔

"مجتہد کا یہ کہنا کہ "میں اس کا مخالف نہیں جانتا" یہ اجماع کا بیان نہیں ہے"۔ [النهر الفائق شرح كنز الدقائق 1/ 29]

• بلکہ امام احمد رحمہ اللہ (المتوفی 241ھ) نے تو اختلاف سے عدم علم کی بنا پر اجماع کا دعویٰ کرنے والوں کو جھوٹا

قرار دیا ہے۔

”من ادعی الاجماع فهو كذب لعل الناس قد اختلفوا هذا دعوى بشر المريسي والاصم ولكن لا يعلم الناس يختلفون اولم يبلغه ذلك ولم ينته اليه فيقول لا يعلم الناس اختلفوا“۔

”جو اجماع کا دعویٰ کرے اس کی بات جھوٹ ہے ممکن ہے لوگوں نے اختلاف کیا ہو، ایسا دعویٰ تو بشر بن غیاث المریسی جہمی اور ابوبکر الاصم معتزلی کیا کرتے تھے، لیکن آدمی یہ کہہ سکتا ہے کہ لوگوں کے اختلاف سے اسے واقفیت نہیں ہے، یا اس تک کسی اختلاف کی خبر نہیں پہنچی، یعنی اسے یوں کہنا چاہیے کہ وہ نہیں جانتا کہ لوگوں نے اس میں اختلاف کیا ہے“۔[مسائل أحمد، رواية عبد الله، ت زهير: ص: 439]

• اختلاف کے عدم علم پر دعوائے اجماع کی شروعات معتزلہ اور جہمیہ کی طرف سے ہوئی ہے، اور اس کے پیچھے ان کا مقصد یہ تھا کہ اس کے سہارے کتاب وسنت کا رد کیا جائے۔

• شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (المتوفی 728ھ) فرماتے ہیں:

”وفي مثل هذه المسائل قال الإمام أحمد من ادعى الإجماع فهو كاذب فإنما هذه دعوى بشر وابن علية يريدون أن يبطلوا السنن بذلك يعني الإمام أحمد رضي الله عنه أن المتكلمين في الفقه من أهل الكلام إذا ناظرتهم بالسنن والآثار قالوا هذا خلاف الإجماع“۔

”اس طرح کے مسائل میں امام احمد رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جو اجماع کا دعویٰ کرے وہ کذاب ہے، کیونکہ یہ طریقہ ”بشر“ اور ”ابن علیہ“ کا ہے یہ لوگ اس کے ذریعہ سنتوں کا ابطال کرنا چاہتے ہیں، امام احمد رحمہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ جب ان جیسے اہل کلام سے کسی فقہی مسئلہ میں آپ بحث کرتے ہوئے احادیث وآثار پیش کریں گے تو ان کا جواب یہ ہوگا کہ یہ اجماع کے خلاف ہے“۔[مجموع الفتاویٰ، ت حسنين: 6/ 282]

• معتزلہ اور جہمیہ کی اسی پالیسی اور اسی طریقۂ واردات کو بعد میں مقلدین نے بھی اپنالیا، اور ”اجماع مجہول“ کا سہارا لے کر قرآن وحدیث کے دلائل کو رد کرنے لگے۔

• امام ابن قیم رحمہ اللہ (المتوفی 751ھ) فرماتے ہیں:

”وحين نشأت هذه الطريقة توَلّد عنها معارضة النصوص بالإجماع المجهول، وانفتَح بابُ دعواه، وصار من لم يعرف الخلاف من المقلدين إذا احتُج عليه بالقرآن والسنة قال: هذا خلافُ الإجماع“۔

”جب یہ طریقہ شروع ہوگیا تو پھر”اجماع مجہول“ کے سہارے نصوص کے معارضہ کی فکر نے جنم لیا، اور ایسے اجماعات کے دعویٰ کا دروازہ کھل گیا، اور حالت یہ ہوگئی کہ مقلدین میں سے جس کسی کو بھی کسی مسئلہ میں اختلاف کا علم نہ ہوا اس کے سامنے اس مسئلہ کے خلاف جب قرآن وحدیث کو پیش کیا جاتا تو وہ کہتا یہ اجماع کے خلاف ہے“۔

[إعلام الموقعين ت مشهور: 3/ 558]

بلکہ کچھ لوگوں کی حالت تو یہ ہوگئی ہے کہ وہ کسی ایسے مسئلہ میں ”اجماع“ کا دعویٰ کر لیتے ہیں جس کا سلف میں سے کوئی سرے سے قائل ہی نہیں ہوتا ہے چہ جائے کہ اس سے کسی کا اختلاف ثابت نہ ہو۔

• شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (المتوفی 728ھ) فرماتے ہیں:

”ولا تعبأ بما يفرض من المسائل ويدعي الصحة فيها بمجرد التهويل أو بدعوى أن لا خلاف في ذلك وقائل ذلك لا يعلم أحدا قال فيها بالصحة فضلا عن نفي الخلاف فيها“۔

”ایسے مسائل کو خاطر میں مت لائیے جنہیں فرض کرکے اس پر صحت کا دعویٰ کرلیا جاتا ہے، محض دھونس پٹی کے سہارے، یا یہ کہہ کر کہ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، اور ایسی بات کہنے والے کو یہ بھی پتہ نہیں ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کسی نے اسے صحیح بھی کہا ہے، چہ جائے کہ اس سے کسی کا اختلاف معلوم نہ ہو“۔ [مجموع الفتاوىٰ، ت حسنين: 6/ 282]

• حاصل یہ کہ: کتاب وسنت کے سچے متبع کو ہر دعوائے ”اجماع“ پر کان نہیں دھرنا چاہئے گرچہ اس مسئلہ میں اختلاف کا علم نہ ہو، کیونکہ بیشتر دعوائے اجماع بالخصوص مقلدین کے یہاں پائے جانے والے ننانوے فیصد ”اجماعات“ کا حال یہی ہے کہ وہ ”اجماع معلوم“ نہیں بلکہ ”اجماع مجہول“ ہوتے ہیں۔

بطور مثال عیدین میں خطبوں کی تعداد ہی کو لیجیے تمام مقلدین حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی اس بات پر متفق ہیں کہ عیدین میں دو خطبے ہوں گے، اور اسی پر ان کے یہاں مسلسل عمل چلا آرہا ہے، بلکہ ابن حزم رحمہ اللہ نے بھی عیدین میں دو خطبہ بتا کر یہ کہہ دیا:

”كل هذا لا خلاف فيه“، ”ان باتوں میں کسی کا اختلاف نہیں ہے“۔[المحلى لابن حزم، ت بيروت: 3/ 293]

اور حقیقت یہی ہے کہ اس کے خلاف کسی بھی عالم کا کوئی صریح قول اسلام کی فقہی تاریخ میں مروی نہیں ہے، اس بنا پر بعض نے یہ دعویٰ بھی کر دیا کہ عیدین کے دو خطبے ہونے پر امت کا ”اجماع“ ہے۔

ہماری معلومات کی حد تک علامہ البانی رحمہ اللہ (المتوفی 1420ھ) سے پہلے (ہندوستانی اہلِ حدیث کے علاوہ)

اس کے خلاف کسی بھی عالم کا کوئی صریح کلام مروی نہیں ہے، علامہ صنعانی (المتوفی 1182ھ) نے صرف اشارہ کیا ہے لیکن صریح اور دوٹوک لفظوں میں انہوں نے بھی کوئی بات نہیں کہی ہے۔

لیکن آج اگر کوئی تقلیدی شخص کھڑا ہو کر یہ کہے کہ عیدین میں دوسرے خطبہ کا انکار سب سے پہلے علامہ البانی رحمہ اللہ نے کیا ہے، اس سے پہلے اس پر سارے علماء کا اتفاق چلا آ رہا تھا، یا اس پر امت کا اجماع تھا، تو ہم ایسے تقلیدی شخص کی بات کو ذرا بھی خاطر میں نہیں لائیں گے کیونکہ احادیث کی روشنی میں عیدین میں صرف اور صرف ایک ہی خطبہ کا ثبوت ملتا ہے۔

رہی بات دعوائے اجماع کی تو اس تحریر میں ہم واضح کر چکے ہیں کہ یہ معلوم اور قطعی اجماع نہیں بلکہ یہ "اجماع مجہول" ہے جو اختلاف سے لاعلمی کی عمارت پر کھڑا ہے، اور اختلاف کا عدم علم اختلاف کے عدم وجود پر دلالت نہیں کرتا ہے۔

الحمدللہ ہندوستان میں اہل حدیثوں کے یہاں عام عمل یہی ہے کہ عیدین میں ایک ہی خطبہ دیا جاتا ہے، اور ظن غالب ہے کہ ہر دور میں ایک جماعت کا موقف وعمل یہی تھا یہ اور بات ہے کہ اسلام کی فقہی تاریخ میں اس کا ذکر نہیں ہے اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صرف کتاب وسنت کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے نہ کہ امتیوں کے اقوال کی بھی۔

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لأن الله تعالىٰ لم يتعهد لنا بحفظ أسماء كل من عمل بنص ما من كتاب أو سنة وإنما تعهد بحفظهما فقط كما قال:: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ [الحجر: 9] فوجب العمل بالنص سوءا علمنا من قال به أو لم نعلم"۔

"اللہ تعالیٰ نے اس بات کی ضمانت نہیں لی ہے کہ وہ کتاب وسنت پر عمل کرنے والے جملہ حضرات کے اسماء کی حفاظت کرے گا، بلکہ اس نے صرف کتاب وسنت کی حفاظت کی ذمے داری لی ہے جیسا کہ فرمایا: ذکر کو ہم نے ہی نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ [الحجر: 9] پس کسی بھی ثابت شدہ نص پر عمل کرنا واجب ہوگا، خواہ اس کے قائلین یا اس پر عمل کرنے والوں کے نام معلوم ہوں یا نہ ہوں"۔ [آداب الزفاف في السنة المطهرة :267]

خلاصۂ کلام یہ کہ: جو مسئلہ قرآن اور صحیح حدیث سے ثابت ہو جائے اور وہ صحابہ کی متفقہ فہم کے خلاف نہ ہو اسی کو اپنانا چاہئے گرچہ مقلدین اس کے خلاف فتویٰ بازی اور تعامل پر اتفاق کر لیں اور اسلام کی فقہی تاریخ میں بھی اس کے خلاف کوئی چیز نظر نہ آئے۔

امام مہدی کے متعلق لوگوں کے آراء وافکار

سفیان احمد ریاض الدین سلفی

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک اہم نشانی ''امام مہدی کا ظہور'' ہے، جن کے بارے میں لوگوں کے افکار و نظریات مختلف ہیں، آئندہ سطور میں انہی کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

(۱) عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام ہی دراصل امام مہدی ہیں۔

اس بات کے قائلین کی دلیل سنن ابن ماجہ(۱) کی ایک حدیث ہے، جس سے استدلال کرنا درست نہیں ہے، اس حدیث کی مکمل تحقیق راقم کے مضمون ''حدیث ” لا مهدي إلا عيسى بن مريم'' کی تحقیق'' کا مطالعہ کرسکتے ہیں۔ (۲) جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سند کے اعتبار سے وہ حدیث ضعیف ہے۔

(۲) امام مہدی سے مراد کوفہ کا پہلا عباسی خلیفہ ابوالعباس عبداللہ السفاح بن محمد ہے۔

جس کے دور خلافت میں ابومسلم خراسانی نے بنی امیہ پر چڑھائی کیا تھا اور غالب ہوا تھا، اور یہی حدیث میں مذکور مہدی ہے جس کا زمانہ گزر چکا ہے، اس بات کے قائلین کی دلیل مسند احمد کی ایک حدیث ہے، ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”إِذَارَأَيْتُمُ الرَّايَاتِ السُّودَ قَدْ أَقْبَلَتْ مِنْ خُرَاسَانَ فائتوها ولوحبوا على الثلج فإنه فِيهَا خَلِيفَةَ اللهِ الْمَهدِيَّ''۔ (۳)

جب تم کالے جھنڈوں کو دیکھو جو خراسان سے آرہے ہوں تو ان سے جا ملو گرچہ برف پر گھسٹ کر کے ہی کیوں نہ جانا ہو، اس لیے کہ اس میں اللہ کا خلیفہ مہدی ہوگا۔

اس روایت کو متعدد اہل علم نے اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔

امام بیہقی نے ''دلائل النبوۃ'' (۵۱۶/۶) میں، امام مقریزی نے ''امتاع الاسماع'' (۲۹۶/۱۲) میں، یوسف بن یحییٰ السلمي ''عقد الدرر فی اخبار المنتظر'' (۱۹۲/۱) میں، حمود بن عبداللہ التویجري ''إتحاف الجماعة بما جاء فی الفتن والملاحم واشراط الساعة (۳۰۴/۲) میں، امام سیوطي'' الحاوي للفتاوي (۷۶/۲) اور'' جامع الاحادیث'' (۳۶۴/۲) میں روایت کیا ہے۔

حدیث کا حکم: یہ روایت ضعیف ہے کیوں کہ حدیث کی سند میں ایک راوی ہے ''علی بن زید'' جس کے بارے میں علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ "وهو ضعيف وله مناكير" ''علی بن زید ایک ضعیف راوی اور منکر روایت کرنے والا ہے، مزید لکھتے ہیں کہ "فلا يحتج بما ينفرد به" ''علی بن زید اگر منفرد روایت کرے تو اس کی روایت سے حجت نہیں پکڑی جائے گی۔(۴)

امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ "أراه منكرا" میں اسے منکر سمجھتا ہوں۔(۵)

اور ابن جوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ''امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور یحییٰ ابن معین کہتے ہیں کہ علی بن زید "ليس بشيء". وہ کوئی چیز نہیں ہے(۶)

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ''علی بن زید بن جدعان'' ضعیف راوی ہے۔(۷)

جب روایت صحیح نہیں ہے تو استدلال کہاں سے درست ہوگا۔

مذکورہ روایت کے ہم معنیٰ ایک اور روایت ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ عُمَرَ بْنِ قَيْسٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عبدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُول الله ﷺ: "إِذَا أَقْبَلَتِ الرَّايَاتُ السُّودُ مِنْ خُرَاسَانَ فَائْتُوهَا، فَإِنَّ فِيهَا خَلِيفَةَ الْمَهْدِيِّ". (۸)

عمر بن قیس حسن سے روایت کرتے ہیں وہ عبیدہ سے وہ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب خراسان سے کالے جھنڈے والی جماعت نکلے، تو اس سے جاملو، اس لیے کہ اس میں اللہ کا خلیفہ ''مہدی'' ہوگا۔

ابن جوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:

"هٰذَا حَدِيث لَا أَصْلَ لَهُ وَلَا نعلم أَن الْحَسَن سَمِعَ من عُبَيْدَة وَلا أَبِي عُمَر، سَمِعَ من الْحَسَن"۔(۹)

اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے اور ہم نہیں جانتے ہیں کہ حسن نے عبیدہ سے اور ابو عمر نے حسن سے سنا ہے۔

محمد طاہر بن علي الصديقي الهندي الفَتَّنِي (ت:۹۸۶ھ) مذکورہ روایت کو ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ:

"فيهِ عُمَرُ بْنُ قَيْسٍ لَا شَيْءَ وَلم يسمع من الْحسن وَلَا سمع الْحسن من عُبَيْدَة ۔۔۔"(۱۰)

اس روایت میں ایک راوی ہے عمر بن قیس، نہ تو اس نے حسن سے سنا ہے نہ حسن نے عبیدہ سے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ "أراه منكرا" میں اسے منکر سمجھتا ہوں۔(۱۱)

(۳) تیسرا موقف:

روافض کا کہنا ہے کہ مہدی دراصل حسین بن علی کی اولاد سے محمد بن حسن العسکری ہیں۔(۱۲)

جن کو اہل تشیع مختلف القاب سے یاد کرتے ہیں۔مثلاً المهدي، والحجة، والقائم، والخلف والسيد، والناحية المقدسة، والصاحب، وصاحب الزمان، وصاحب العصر(۱۳)

جوکہ سامراء(شہر بغداد اور تکریت کے درمیان دریائے دجلہ کے مشرق میں واقع ہے)۔(۱۴) کے ایک غار میں داخل ہوگئے ہیں اور اہل تشیع انہی کے منتظر ہیں(سامراء: خلافت بنی عباسیہ کے دور میں ۲۲۱ھ سے ۲۸۹ھ تک دار الحکومت تھا۔(۱۵)

(۴) چوتھا موقف:

کچھ لوگوں نے امام مہدی کے متعلق ثابت جمیع احادیث کا انکار یہ کہتے ہوئے کیا ہے کہ وہ احادیث تنقید سے خالی نہیں ہیں، اس بات کے قائلین نے معروف مؤرخ عبدالرحمان ابن خلدون کے قول سے اثر لیا ہے کہ مہدی سے متعلق احادیث ضعیف ہیں(۱۶)

اہل علم کا رد:

ابن خلدون کے موقف کی تردید کرتے ہوئے اہل علم کہتے ہیں:

(۱) مہدی کے متعلق احادیث تواتر کے ساتھ ثابت ہیں۔

(۲) ابن خلدون تاریخ کے باب میں اعلام میں شمار ہوتے ہیں اور حدیث ان کا میدان نہیں ہے۔

موجودہ دور میں جاوید غامدی بھی انہی میں سے ایک ہے جو امام مہدی سے متعلق احادیث کا منکر ہے، اپنا موقف بیان کرتے ہوئے ایک بیان میں کہتا ہے کہ "قرآن میں ایسی کوئی بات نہیں ہے، کسی صحیح حدیث میں بھی ایسی کوئی بات نہیں ہے، امام مہدی کے بارے میں جو کچھ بھی ہے لوگوں کی زبانوں پر ہے"۔

(youtu.be/j5AOH8ARjYc?si=6FN8KQ9pqG4Ge1gn//:https)

(۵) پانچواں موقف:

تاریخ میں ایک گروہ ان لوگوں کا رہا ہے جنہوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور اپنے انجام کو پہنچ گئے۔ایسے لوگوں

کی تاریخی اعتبار سے ایک لمبی فہرست ہے۔موجودہ دور میں جھوٹا مدعی مہدی وعیسیٰ شکیل ابن حنیف ہے۔جو کہ بہار کا رہنے کا والا ہے۔

(٦) چھٹا موقف:

امام مہدی اہل بیت میں سے علی بن حسن رضی اللہ عنہما کی اولاد میں سے ہوں گے جن کا ظہور اس زمانے میں ہوگا جبکہ روئے زمین ظلم وستم سے بھر چکی ہوگی، اور امام مہدی عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔اور یہی احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلاصہ ہے۔یہی اہل سنت والجماعت (سلفی منہج) کا موقف ہے۔اس قول کی تائید میں دلائل تواتر کی حد کو پہونچی ہوئی ہیں۔

تواتر کے قائلین اہل علم کے چند اقوال ملاحظہ فرمائیں:

ابوالحسن الآبري السجستاني (ت:۳٦۳ھ) کہتے ہیں کہ:

"وقد تواترت الأخبار واستفاضت عن رسول الله ﷺ بذكر المهدي وأنه من أهل بيته وأنه يملك سبع سنين وأنه يملأ الأرض عدلا وأن عيسىٰ يخرج فيساعده على قتل الدجال....." (۱۷)

امام مہدی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تواتر کے ساتھ حدیثیں ثابت ہیں کہ وہ اہل بیت سے ہوں گے سات سالوں تک حکومت کریں گے اور زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے.....''۔

محمد بن رسول البرزنجي الحسيني (۱۱۰۳ھ) کہتے ہیں کہ:

''آخری زمانے میں امام مہدی کا وجود اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نسل سے ہونے پر دلالت کرنے والی احادیث کو میں جانتا ہوں جو معنوی طور پر تواتر کو پہونچتی ہیں''۔(۱۸)

ابوالعون محمد بن احمد السفاريني الحنبلي (ت:۱۱۸۸ھ) کہتے ہیں کہ:''امام مہدی کے تعلق سے احادیث بہت زیادہ ہیں یہاں تک کہ معنوی اعتبار سے تواتر تک پہنچ جاتی ہیں، اور یہ چیز علمائے سنت کے درمیان بہت مشہور ہے یہاں تک کہ ان کے عقائد میں اسے شمار کیا جاتا ہے۔(۱۹)

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ امام مہدی کے متعلق لوگوں کے افکار ونظریات کا جائزہ لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

''مہدی کے متعلق وسطیت، اہل سنت والجماعت کا فہم اور موقف ہے، جو مہدی کے ظہور کو نصوص صحیحہ کے تقاضے کے

اعتبار سے ثابت مانتے ہیں‘‘۔(۲۰)

دکتور عبدالمحسن العباد حفظہ اللہ نے اپنی کتاب:"عقيدة أهل السنة والأثر في المهدي المنتظر ١٣٢/١" میں ایک بحث اسی پر کیا ہے کہ:"ومن الذين حكوا تواتر أحاديث المهدي"۔’’وہ لوگ جنھوں نے مہدی کے بارے میں احادیث کو تواتر کے ساتھ بیان کیا ہے‘‘۔

ان کے اسماء ذکر کرنے پر اکتفا کیا جارہا ہے تفصیل کے لیے آپ کتاب کی طرف رجوع کرسکتے ہیں۔

(۱) محمد بن علي الشوكاني اليمني (ت:۱۲۵۰ھ)

(۲) ابوالطیب محمد صدیق خان القِنّوجی (ت:۱۳۰۷)

(۳) ابوعبداللہ محمد بن جعفر الکتانی (ت:۱۳۴۵)’’نظم المتناثر:۱/۲۲۷‘‘۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام مہدی کے متعلق احادیث تواتر کے ساتھ ثابت ہیں تقریباً ۲۶ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ظہور مہدی کی حدیث روایت کی ہے۔مہدی کا ظہور قرب قیامت کی ایک نشانی ہے۔جس کو ماننا دراصل حدیث رسول کو ماننا ہے اوراس کا انکار حدیث کا انکار ہے، نیز ان احادیث کی تاویل اہل ضلال کا شیوہ ہے۔

نوٹ: امام مہدی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے۔

ابو القاسم عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن احمد السہیلی (ت:۵۸۱) کہتے ہیں کہ:"أَنّ الْمَهْدِيّ الْمُبَشّرَ بِهِ آخِرَ الزّمَانِ مِنْ ذُرِّيّتِهَا"۔’’آخری زمانے میں جس مہدی کی بشارت سنائی گئی ہے وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ذریت میں سے ہوں گے۔(۲۱)

امام مہدی حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوں گے یا حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوں گے؟ اہل تشیع کے نزدیک حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوں گے لیکن درست بات یہ ہے کہ وہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوں گے کیوں کہ انہوں نے اللہ کی خاطر خلافت کو چھوڑ دیا تھا دوبارہ اللہ ان کی اولاد کو خلافت عطا فرمائے گا۔اور یہی اللہ کا طریقہ رہا ہے۔

حوالہ جات:

(۱) سنن ابن ماجه - ت عبد الباقي:٢ ، ١٣٤٠، ابن ماجه (ت:٢٧٣)

(۲) جولائی ۲۰۲۴ء،جلد:۱۳،شمارہ:۷

(۳) المنار المنيف في الصحيح والضعيف - ت أبي غدة ١٤٩/١ —— ابن القيم (ت ٧٥١)

(۴)المنار المنيف في الصحيح والضعيف - ت أبي غدة ١٤٩/١ —— ابن القيم (ت ٧٥١)

(۵)ميزان الاعتدال ١٢٨/٣ —— شمس الدين الذهبي (ت ٧٤٨)

(۶)العلل المتناهية في الأحاديث الواهية ٣٣٢/١ —— ابن الجوزي (ت ٥٩٧)

(۷)المطالب العالية محققا ٤٥٠/١٨ —— ابن حجر العسقلاني (ت ٨٥٢)

(۸)الموضوعات لابن الجوزي ٣٩/٢ —— ابن الجوزي (ت ٥٩٧)

(۹)الموضوعات لابن الجوزي ٣٩/٢ —— ابن الجوزي (ت ٥٩٧)

(۱۰)تذكرة الموضوعات للفتني ٢٢٣/١ —— الفتني (ت ٩٨٦)

(۱۱)ميزان الاعتدال (٣/١٢٨)

(۱۲)الشيعة والتشيع - فرق وتاريخ ٣١٦/١ —— إحسان إلهي ظهير (ت ١٤٠٧)

(۱۳)مسألة التقريب بين أهل السنة والشيعة ٣٥٢/١ —— ناصر القفاري۔

(۱۴)معجم البلدان ١٧٣/٣ —— الحموي، ياقوت (ت ٦٢٦)

(۱۵)تعريف بالأماكن الواردة في البداية والنهاية لابن كثير ٤٠/٢)

(۱۶)تاريخ ابن خلدون ٤٠١/١ —— ابن خلدون (ت ٨٠٨)۔ أشراط الساعة - الوابل ٢٦٦/١ ——يوسف الوابل (معاصر)

(۱۷)الرد على من كذب بالأحاديث الصحيحة الواردة في المهدي ٣٦٥/٤٦——عبد المحسن العباد

(۱۸)الإشاعة لأشراط الساعة ٢١٥/١ —— البرزنجي (ت ١١٠٣)

(۱۹)لوامع الأنوار البهية ٨٤/٢ —— السفاريني (ت 1188)

(۲۰)الإرشاد إلى صحيح الاعتقاد والرد على أهل الشرك والإلحاد ٢٢٦/١ —— صالح الفوزان

(۲۱)الروض الأنف ت تدمري ٢٧٩/٢ —— السهيلي (ت ٥٨١)

(آخری قسط)

دعائے شب قدر "اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي" کی تحقیق

تحریر: کفایت اللہ سنابلی

موقوف روایت کی تحقیق: اماں عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت مرفوعاً ثابت ہے جس پر ماقبل میں سیر حاصل بحث کی جا چکی ہے۔تقریباً اس سے ملتی جلتی اور اجمالی شکل میں ایک روایت اماں عائشہ رضی اللہ عنہا سے موقوفاً بھی مروی ہے۔

موقوف روایت اماں عائشہ رضی اللہ عنہا سے درج ذیل طرق سے مروی ہے:

پہلا طریق (از مسروق):

امام نسائی رحمہ اللہ (المتوفی 303ھ) نے کہا: أخبرنا أحمد بن سليمان قال حدثنا يزيد قال أخبرنا حميد عن عبد الله بن جبير وكان شريك مسروق على السلسلة عن مسروق عن عائشة رضي الله عنها قالت : "لو علمت أي ليلة ليلة القدر لكان دعائي فيها أن أسأل الله العفو والعافية"۔

"اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کون سی رات لیلۃ القدر ہے تو میری دعا اس میں یہی ہوتی کہ میں اللہ سے عفو (معافی) اور عافیت (سلامتی وتندرستی) مانگوں"۔ [سنن النسائي الكبرىٰ 10714، عمل اليوم والليلة 878]

یہ سند ضعیف ہے۔اس میں موجود "عبداللہ بن جبیر" نامعلوم ہے۔نہ اس کے احوال کا کچھ پتہ ہے اور نہ توثیق ہے۔ لہٰذا یہ سند ضعیف ہے۔

دوسرا طریق (از حسن بصری):

ابو بکر النجاد (المتوفی 348ھ) نے کہا: أخبرنا عثمان، قال: حَدَّثَنا يَحْيَى بن أبي طالب أخبرني معروف أبو محفوظ العابد، حَدَّثِني الربيع بن صبيح عن الحسن عن عائشة قالت:"لو أدركت ليلة القدر ما سألت الله الا العفو والعافية"۔

"اماں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر میں شب قدر کو پالیتی تو میں اللہ سے عفو (معافی) اور عافیت (سلامتی، تندرستی) کے سوا کچھ نہ مانگتی"۔ [ذكر من له الآيات ص19 بترقيم الشاملة وأخرجه الخطيب البغدادي في (تاريخ بغداد ت بشار) (3162) ، و (7129) من طريق يحيي به وانظر : سير أعلام النبلاء 9/ 345]

یہ سند بھی ضعیف ہے۔

سند میں موجود "الربیع بن صبیح" ضعیف ہے۔اس کے بارے میں محدثین کے اقوال اور مکمل تفصیل کے لیے دیکھئے ہماری کتاب: [انوار البدر ص 722 تا 728 آخری ایڈیشن]

نیز سند بھی منقطع ہے، حسن بصری کا اماں عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع ثابت نہیں ہے۔

تیسرا طریق (از شریح بن ہانی):

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ (المتوفی 235ھ) نے کہا:

حدثنا أبو معاوية عن الشيباني عن العباس بن ذريح عن شريح بن هانئ عن عائشة قالت: ”إني لو عرفت أي ليلة ليلة القدر ما سألت الله فيها إلا العافية“۔

”اماں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر میں جان لیتی کہ کون سی رات شب قدر ہے تو میں اس میں اللہ سے عافیت (سلامتی، تندرستی) کے سوا کچھ نہ مانگتی۔“ [مصنف ابن أبي شيبة 16/ 118 وأخرجه البيهقي في ”الشعب“ (5/ 282) من طريق أبي معاويه به ، وأخرجه الحاكم (معرفة علوم ص: 268) فقال: حدثنا جعفر بن محمد بن نصير الخلدي قال حدثنا أحمد بن محمد بن الحجاج بن رشدين قال حدثنا يوسف بن عدي قال حدثنا عبد الرحمن بن محمد المحاربي عن أبي إسحاق الشيباني به]

ابومعاویہ یعنی محمد بن خازم کوفی کو بعض اہل علم نے مدلس قرار دیا ہے۔

اور شیخ زبیر علی زئی نے اسے تیسرے طبقہ کا مدلس کہا ہے، دیکھیں:[طبقات المدلسين ت علي زئي: ص: 80]

اور حاکم کی سند میں ”عبدالرحمٰن بن محمد المحاربی“ نے ابومعاویہ کی متابعت کی ہے۔

مگر اسے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی تیسرے طبقہ کا مدلس بتایا ہے۔ دیکھیں:[طبقات المدلسين ت علي زئي: ص: 99]

یعنی شیخ زبیر علی زئی صاحب کی شرط پر یہ سند بھی ضعیف ہے۔

یاد رہے کہ حاکم کی سند میں ”احمد بن محمد بن الحجاج بن رشدین“ بھی ضعیف ہے۔

لیکن ہماری نظر میں یہ سند صحیح ہے۔

کیونکہ ابومعاویہ دوسرے طبقہ کا مدلس ہے یعنی قلیل التدلیس ہے اور ایسے مدلسین کا عنعنہ مقبول ہوتا ہے جیسا کہ ہم نے اپنے کتاب ”انوار البدر“ میں اس کی مکمل تفصیل پیش کی ہے۔

خلاصۂ بحث یہ کہ:

موقوف روایت بھی صحیح وثابت ہے۔ مگر موقوف روایت میں دعا کے کوئی الفاظ ماثور نہیں ہیں۔

جبکہ مرفوع حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ سے اس دعا کے الفاظ ثابت ہیں، اور یہ چیز مرفوع حدیث کی بہت اہم خصوصیت ہے۔

فائدہ: ترمذی والی مرفوع حدیث میں بعض نسخوں میں ”عفو“ کے بعد ”کریم“ کا اضافہ ہے جو غلط ہے۔ اور ترمذی کا

ایک نسخہ جس میں یہ اضافہ ہے اس میں علامہ البانی رحمہ اللہ سے صحیح کا حکم نقل کیا گیا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس لفظ کے اضافہ والی روایت کو بھی صحیح قرار دیا ہے جبکہ ایسا نہیں ہے۔

بلکہ اس کے برعکس علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس پر تنبیہ کرتے ہوئے اسے غلط قرار دیا ہے، چنانچہ علامہ البانی رحمہ اللہ اس حدیث کی تخریج کرنے کے بعد لکھتے ہیں:(تنبيه): وقع في سنن الترمذي بعد قوله: عفو زيادة: كريم ! ولا أصل لها في شيء من المصادر المتقدمة، ولا في غيرها ممن نقل عنها، فالظاهر أنها مدرجة من بعض الناسخين أو الطابعين؛ فإنها لم ترد في الطبعة الهندية من سنن الترمذي التي عليها شرح تحفة الأحوذي للمباركفوري (4/ 264) ، ولا في غيرها. وإن مما يؤكد ذلك: أن النسائي في بعض رواياته أخرجه من الطريق التي أخرجها الترمذي، كلاهما عن شيخهما (قتيبة بن سعيد) بإسناده دون الزيادة.وكذلك وقعت هذه الزيادة في رسالة أخينا الفاضل علي الحلبي: مهذب عمل اليوم والليلة لابن السني (202/95) ، وليست عند ابن السني؛ لأنه رواه عن شيخه النسائي- كما تقدم- عن قتيبة، ثم عزاه للترمذي وغيره! ولقد كان اللائق بفن التخريج أن توضع الزيادة بين معكوفتين[] كما هو المعروف اليوم، وينبه أنها من أفراد الترمذي. وأما التحقيق فيقتضي عدم ذكرها مطلقا؛ إلا لبيان أنه لا أصل لها، فاقتضى التنبيه.

"سنن الترمذی میں "عفو" کے بعد "کریم" کا اضافہ ہو گیا ہے! اس کی کوئی اصل نہیں ہے نہ تو پرانے مصادر میں، نہ ہی ان کے علاوہ جنہوں نے اس سے نقل کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ بعض نساخ (کاپی کرنے والوں) یا پرنٹرز کی طرف سے اضافہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ لفظ سنن الترمذی کے ہندوستانی ایڈیشن (جلد 4، صفحہ 264)، میں نہیں ہے جس پر تحفۃ الاحوذي یعنی مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری کی شرح ہے نہ ہی دیگر ایڈیشنز میں۔

اس کی مزید تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ امام نسائی نے اپنی بعض روایت میں اسے ترمذی ہی کے طریق سے نقل کیا ہے، اور دونوں نے اپنے شیخ قتیبہ بن سعید سے، اسی سند کے ساتھ نقل کیا ہے بغیر اس اضافی لفظ کے۔

اسی طرح یہ اضافہ ہمارے بھائی فاضل علی الحلبي کے رسالہ مهذب عمل اليوم والليلة لابن السني(صفحہ 202/95) میں بھی آ گیا ہے، حالانکہ ابن السنی کے اصل میں یہ نہیں ہے، کیونکہ انہوں نے اسے اپنے شیخ نسائی سے نقل کیا ہے (جیسا کہ پہلے گزرا) قتیبہ سے، پھر اسے ترمذی اور دیگر کی طرف منسوب کیا! اور تخریج کے فن کا تقاضا تو یہ تھا کہ اس اضافہ کو معکوفین (یعنی [ ]) میں لکھا جاتا جیسا کہ آج کل رائج ہے، اور پھر تنبیہ کی جاتی کہ یہ صرف سنن ترمذی میں ہے۔ لیکن اصل تحقیق کا تقاضا یہ ہے کہ اسے بالکل ذکر نہ کیا جائے، الا یہ کہ یہ بتانا مقصود ہو کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے اس لیے اس امر پر ہم نے تنبیہ ضروری سمجھی"۔ [سلسلة الأحاديث الصحيحة 7/ 1012]

قسط:(22)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کی کتابوں کا تعارفی سلسلہ

ابو یوسف آفاق احمد السنابلی المدنی

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی اذکار کے باب میں لکھی گئی مشہور و معروف کتاب ”الکلم الطیب“ کا تعارف پیش خدمت ہے:

نسبتِ کتاب: چونکہ اس کتاب کے اندر بعض ضعیف احادیث ہیں، اس وجہ سے کچھ لوگوں کو یہ شبہ ہوا کہ یہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتاب نہیں ہے، لیکن ایسا نہیں ہے، بلکہ کئی ایک جہت سے اس کتاب کی نسبت کی توثیق ابن تیمیہ کی جانب ہوتی ہے۔ اس کتاب کے جتنے مخطوطات موجود ہیں ان تمام میں شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا ہی نام ملتا ہے۔

جہاں تک مسئلہ شیخ الاسلام کے اس کتاب میں ضعیف احادیث کے ذکر کرنے کا ہے تو اس کا جواب علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے اس کتاب کے مقدمہ میں دیا ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

(۱) بعض احادیث کے ضعف کی طرف شیخ الاسلام نے صیغہ تمریض کے ذریعہ ذکر کر کے اشارہ کر دیا ہے، اسی طرح عین ممکن ہے کہ وہ حدیث ان کے یہاں ضعیف کے درجہ پر نہ ہو، اس وجہ سے صرف تخریج پر انہوں نے اکتفا کیا ہو۔

(۲) کسی حدیث کے صحت وضعف اور حسن قرار دینے کے لیے ممکن ہے انہیں اس حدیث پر دراسہ کے لیے وقت نہ ملا ہو، اس وجہ سے انہوں نے متقدمین کے حکم پر اکتفا کیا ہو۔

(۳) ممکن ہے شیخ الاسلام نے امام نووی کی کتاب الاذکار کا اختصار کیا ہو اور احادیث کے سلسلہ میں امام نووی کا طریقہ اپنایا ہو۔

کتاب کی اہمیت: شیخ الاسلام نے اپنی اس کتاب کے اندر انسانی زندگی کے روزمرہ کے ذکر واذکار اور فضائل کو بیان کیا ہے۔ انسانی زندگی میں ذکر واذکار کی جو اہمیت ہے اسے کتاب وسنت کی روشنی میں بڑی آسانی کے ساتھ سمجھا جاسکتا ہے۔ ایک انسان کو شیطانی حملوں اور گمراہ کن خیالات سے محفوظ رکھنے میں ذکر واذکار کا بڑا اہم کردار ہوتا ہے۔ ذکر واذکار سے سکون قلب اور رب کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ انسان مختلف حادثات اور فتنوں سے مامون رہتا ہے۔

کتاب کا موضوع: کتاب کا مرکزی موضوع اذکار (یادِ الٰہی) ہے اور اس میں درج ذیل امور سے متعلق دعائیں و

اذکارشامل کیے گئے ہیں: صبح وشام کے اذکار،سوتے وقت کے اذکار۔جاگنے کی دعا،کھانے سے پہلے اور بعد کی دعا، نماز کے بعد کے اذکار، وضواور غسل سے متعلق اذکار،سفر کی دعائیں،مریض کی عیادت اور دعا،خوف،غم اور پریشانی کی دعائیں، استخارہ کی دعا، استغفار اور توبہ کے اذکار، دعا کے آداب اور قبولیت کے اسباب،نفع وضرر کے وقت کی دعائیں،بارش،آندھی،بجلی وغیرہ کے مواقع کی دعائیں،عبادات کے بعد کے اذکار،قبروں کی زیارت کی دعااورحسنِ خاتمہ کی دعائیں وغیرہ۔

فوائدعلمیہ:

اس کتاب کے اندرشیخ الاسلام رحمہ اللہ نے ذکرواذکار کے فوائداور روزمرہ کے ذکرواذکار بیان کئے ہیں،اس اعتبار سے چنددعاؤں اورذکرواذکار کے فضائل بیان کئے جارہے ہیں۔

(۱)عن عبد الله بن بسر: أن رجلا قال: يا رسول الله إن شرائع الإسلام قد كثرت علي فأخبرني بشيء أتشبث به. قال: لا يزال لسانك رطبا من ذكر الله تعالى۔[أخرجه الترمذي 3375:،صحيح]

ترجمہ:عبداللہ بن بسر سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اللہ کے رسول! اسلام کے احکام وقوانین تو میرے لیے بہت ہیں،کچھ تھوڑی سی چیزیں مجھے بتادیجیے جن پر میں (مضبوطی) سے جمارہوں،آپ نے فرمایا:تمہاری زبان ہروقت اللہ کی یاداورذکر سے تر رہے۔

(۲)عن أبي موسى الأشعري رضي الله عن ه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: مثل الذي يذكر ربه والذي لا يذكر ربه مثل الحي والميت۔

ترجمہ: ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتاہے اوراس کی مثال جو اپنے رب کو یادنہیں کرتا زندہ اورمردہ جیسی ہے۔ [صحيح بخاري :6407]

(۳)قال عثمان بن عفان رضي الله عنه: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما من عبد يقول في صباح كل يوم ومساء كل ليلة: بسم الله الذي لا يضر مع اسمه شيء في الأرض ولا في السماء وهو السميع العليم ثلاث مرات لم يضره شيء۔[أخرجه الترمذي:3388،صحيح]

ترجمہ: عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"ایسا کوئی شخص نہیں ہے جو ہرروز صبح و شام کو"بسم الله الذي لا يضر مع اسمه شيء في الأرض ولا في السماء وهو السميع العليم"میں

اس اللہ کے نام کے ذریعہ سے پناہ مانگتا ہوں جس کے نام کی برکت سے زمین وآسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی، اور وہ سننے والا جاننے والا ہے، تین بار پڑھے تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے۔

(۴) عن أبي مسعود الأنصاري رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من قرأ الآيتين من آخر سورة (البقرة) في ليلة كفتاه۔

ترجمہ: ابومسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سورۃ البقرہ کی دو آخری آیتیں رات میں پڑھ لیں وہ اسے ہر آفت سے بچانے کے لیے کافی ہو جائیں گی۔ [صحيح بخاری:5009]

(۵) عن جابر رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا رأى أحدكم الرؤيا يكرهها فليبصق عن يساره ثلاثا وليستعذ بالله من الشيطان ثلاثا وليتحول عن جنبه الذي كان عليه۔

ترجمہ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور جب تم برا خواب دیکھو تو اللہ کی اس کے شر سے پناہ مانگے اور شیطان کے شر سے اور تین مرتبہ تھوتھو کر دو اور اس کا کسی سے ذکر نہ کرو پس وہ اسے ہرگز کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔[صحيح بخاري: 7044]

(۶)عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ينزل ربنا كل ليلة إلى السماء الدنيا حتى يبقى ثلث الليل الأخر فيقول: من يدعوني فأستجيب له ومن يسألني فأعطيه ومن يستغفرني فأغفر له۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا پروردگار ہر رات کو اس وقت آسمان دنیا پر آتا ہے جب رات کا آخری تہائی حصہ رہ جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کوئی مجھ سے دعا کرنے والا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں، کوئی مجھ سے مانگنے والا ہے کہ میں اسے دوں، کوئی مجھ سے بخشش طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کو بخش دوں۔ [صحيح بخاري: 1145]

(۷)قال أنس رضي الله عنه قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا بني إذا دخلت على أهلك فسلم يكن بركة عليك وعلى أهل بيتك۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: بیٹے! جب تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ تو انہیں سلام کیا کرو، یہ سلام تمہارے لیے اور تمہارے گھر والوں کے لیے خیر و برکت کا باعث ہوگا۔[ترمذی

:حدیث: 2698،حسن صحیح]

(٨)قال أبو هريرة رضي الله عنه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لو يعلم الناس ما في النداء والصف الأول ثم لم يجدوا إلا أن يستهموا عليه لاستهموا۔[أخرجه البخاري:2689]

ترجمہ:ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:''اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اذان اور صف اول میں کتنا ثواب ہے اور پھر (انہیں اس کے حاصل کرنے کے لیے) قرعہ اندازی کرنی پڑتی،تو وہ قرعہ اندازی بھی کرتے''۔

(٩)قال أبو سعيد: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لا يسمع مدى صوت المؤذن جن ولا إنس ولا شيء إلا شهد له يوم القيامة۔[صحيح بخاري:609]

ترجمہ:ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے:''جن وانس بلکہ تمام ہی چیزیں جو موذن کی آواز سنتی ہیں قیامت کے دن اس پر گواہی دیں گی''۔

(١٠)عن ابن عباس رضي الله عنهماقال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا وإني نهيت أن أقرأ القرآن راكعا أو ساجدا فأما الركوع فعظموا فيه الرب وأما السجود فاجتهدوا في الدعاء فقمن أن يستجاب لكم۔[صحيح مسلم:479]

ترجمہ:ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:''خبردار رہو!بلاشبہ مجھے رکوع اور سجدے کی حالت میں قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے،جہاں تک رکوع کا تعلق ہے اس میں اپنے رب عزوجل کی عظمت و کبریائی بیان کرو اور جہاں تک سجدے کا تعلق ہے اس میں خوب دعا کرو،(یہ دعا اس) لائق ہے کہ تمہارے حق میں قبول کرلی جائے''۔

سب سے پہلی طباعت: یہ کتاب سب سے پہلے برلین سے سنہ 1332ھ میں چھپی تھی،لیکن اس میں بہت سی غلطیاں تھیں،ساتھ میں تحریف اور تصحیف کا بھی مسئلہ تھا۔

اس کے بعد کئی ایک جگہوں سے اور بھی یہ کتاب چھپی ہے،جس کی تفصیل نیچے موجود ہے۔

ثانيها في مصر سنة (١٣٤٩) هـ وخرج أحاديثها الشيخ محمد البوسنوي المعروف بالخانجي ، والمتوفى سنة (١٣٦٥) هـ تقريباً في بلدة »سراي بوسنة « في يوغوسلافيا ، وله من العمر (٣٥) سنة تقريباً رحمه الله تعالى وقد قابلها على » العلم الهيب في شرح الكلم الطيب « للامام بدر

الدين أبي محمد العيني المتوفى سنة (٨٥٥)

وثالثها في مصر أيضاً سنة (١٣٥٢)هـ بتحقيق الشيخ محمد منير الدمشقي رحمه الله تعالى

ورابعها في دمشق سنة (١٣٨٥) هـ بتحقيق الشيخ محمد ناصر الدين الألباني

وخامسها هذه الطبعة التي نقدمها للناس۔(شیخ الارناوط کی تحقیق والے نسخہ سے یہ سب باتیں لی گئی ہیں)۔

شروحات،مختصرات،تحقیقات:

(١)العلم الهيب في شرح الكلم الطيب تاليف بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي۔

(٢)صحيح الكلم الطيب للشيخ الالبانی،اس تحقیق میں شیخ البانی رحمہ اللہ نے تقریباً چالیس احادیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

(٣)شرح كتاب الكلم الطيب لشيخ الإسلام ابن تيمية – الشيخ عبد الرزاق بن عبد المحسن البدر حفظه الله۔ یہ آڈیو میں ہے۔

(٤) شیخ رسلان حفظہ اللہ کی بھی شرح ہے جو آڈیو میں ہے۔

(٥) إتحاف الذاكرين بصحيح أذكار الكلم الطيب المؤلف:إسلام محمود دربالة. عدد الصفحات: 79۔

(٦)المزن الصيب في شرح صحيح الكلم الطيب۔أبو أسيد الشيباني.عدد الصفحات :441

(٧)الكلم الطيب لابن تيمية، دراسة وتحقيق طارق الطنطاوي - القاهرة : مكتبة القرآن

(٨)الكلم الطيب لابن تيمية ، تحقيق عبد الله محمد سالم

(٩)الكلم الطيب-ابن تيمية-ت الأرناؤوط

(١٠)الكلم الطيب-حققه وخرج أحاديثه الدكتور رفعت فوزى عبد المطلب

(١١) امام ابن قیم الجوزیہ نے اس کا اختصار کر کے مشہور کتاب "الوابل الصيب من الكلم الطيب" لکھی۔ ذکر الٰہی کے نام سے اس کا اردو میں بھی ترجمہ ہے۔ناشر،الدار السّلفیہ ممبئی۔

جاری........

علامہ محمد عزیر شمس رحمہ اللہ کے محاضرات کا تحریری سلسلہ۔ محاضرہ نمبر (۵)

معارف ابن تیمیہ کی عصری معنویت اور استفادے کے طریقے: (چوتھی قسط)

مرتب: ابو یوسف آفاق احمد السنابلی المدنی

شیخ آپ نے بھی معارف ابن تیمیہ پر ایک زندگی گزاری ہے، پڑھا ہے اور کافی کام بھی کیا ہے، اگر آپ سے یہ گزارش کی جائے کہ آپ کی ابن تیمیہ کے تعلق سے کیا سرگزشت رہی ہے؟ تو آپ کیا کہیں گے؟

میں اپنے بارے میں مختصراً یہ بتاؤں اور کوئی دعویٰ تو نہیں کرتا لیکن جو گزر رہا ہے یعنی 25-26 سال پہلے میں نے سوچا کہ مجموع الفتاویٰ میں کون کون سے رسائل ہیں، ساری جلدوں کو الٹ پلٹ کر کے ایک فہرست بنائی، اب اس سے یہ آسانی ہوگئی کہ کس جلد میں کون سی کتاب ہے؟ کہاں ہے؟ پھر اس سے پڑھنا آسان ہوگیا، کہنے کا مطلب ہے کہ جسے تجسس ہو وہ خود ایک فہرست بنالے، دوسروں پر منحصر نہ رہے، میں نے مجموع الفتاویٰ کی پوری فہرست بنا کر کے پھر پڑھنا شروع کیا، اسی طرح ابن تیمیہ کی دوسری وہ کتابیں جو مجموع الفتاویٰ میں نہیں تھیں، میں پہلے یہ سمجھتا تھا کہ ابن تیمیہ کی ساری کتابیں وہی ہیں جو مجموع الفتاویٰ میں ہیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ ابھی ان کی ضخیم کئی ایک کتابیں اور رسائل ایسے ہیں جو اس سے باہر ہیں، پھر میں نے ان کی الگ سے فہرست بنائی اور پڑھنا شروع کیا، مثلاً ان کا ایک دعاؤں کا مجموعہ ہے ''الکلم الطیب'' اس کے علاوہ مجھے جہاں بھی ابن تیمیہ کی کتابوں کے اسماء ملتے تھے اور لگتا تھا کہ وہ مجموع الفتاویٰ کے اندر نہیں ہیں، ان کی الگ سے ایک فہرست بنالیتا اور اس سلسلہ میں دلچسپی بڑھتی گئی پھر جامع المسائل کے نام سے ایک سیریز شروع کی، پہلے ہی سال چار جلدیں اس کی ایسی بن گئیں کہ جن میں ابن تیمیہ کے وہ رسائل تھے جو مجموع الفتاویٰ میں نہیں تھے، پھر اس سے حوصلہ ملا اور دوسری فہرستیں دیکھیں اور جمع کرتا گیا یہاں تک کہ اس کی نو جلدیں مکمل ہوگئیں (1)، اس سے پہلے ڈاکٹر محمد رشاد سالم مصری نے یہی کام کیا، وہ پی ایچ ڈی کرنے کے لیے انگلینڈ چلے گئے تھے، وہاں جا کر کے انہوں نے ابن تیمیہ کے علمی ذخائر جمع کرنے کی کوشش کی اور ان کا ارادہ تھا کہ اس کو سلیقہ سے شائع کریں گے، ابھی وہ جمع ہی کر رہے تھے کہ ایک ترتیب سے مجموع الفتاویٰ شائع ہونا شروع ہوگیا، 1961 سے لے کر کے 1966 تک میں مجموع الفتاوی پورا شائع ہوگیا اور اکثر چیزیں ان کی چھپ گئیں، جو چیزیں بچ گئیں تھیں بعد میں دکتور محمد رشاد سالم مصری نے ''جامع الرسائل'' کے نام سے دو جلدوں میں چھاپا (2) میں نے یہ کیا کہ جو مجموع الفتاویٰ اور جامع الرسائل دونوں میں نہیں چھپے ہیں ان کو میں نے اکٹھا کرنا شروع کیا، اور اس میں بھی خاص طور پر جو ابن تیمیہ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتابیں تھیں، عام طور پر لوگوں نے اسے نہیں شائع کیا تھا، میں

نے ان پر توجہ دی اور چھاپا، ان کے اصل مسودات کو دیکھ کر کے یہ بھی پتا چلا کہ ان کی کتنی چیزیں ایسی ہیں جو غلط چھپی ہوئی ہیں اور بے ترتیب چھپی ہوئی ہیں ، ایک صفحہ کہیں ، دوسرا صفحہ کہیں ، ایسے ہی مجموع الفتاویٰ کو ترتیب دینے میں صاحب کتاب نے کون سے نسخے سامنے رکھے ہیں اور کون سے نہیں ، تو اس وقت انہی چیزوں کو جمع کرنے میں لگا ہوا ہوں ، ایک ایک رسالہ کے بارے میں پوری بحث وتحقیق کیا ہوں ، مثلاً ایک رسالہ ان کا ہے ”رفع الملام عن الائمة الاعلام “، اس کے تقریباً دنیا بھر میں 44 یا 45 نسخے موجود ہیں ، سب سے پہلے یہ ممبئی میں 1311ھ میں لیتھو پر چھپی ، ابوبکر کٹیر صاحب نے شائع کیا تھا ، پھر کب کہاں چھپی ، اس کے بعد اس کا ترجمہ دوسری زبانوں میں کس کس نے کیا اور اس پر جو مختلف دراسات ہیں وہ کیا ہیں ، پھر اس کتاب کا ذکر خود ابن تیمیہ نے یا ان کے شاگردوں نے کہیں کیا ہے یا نہیں ، تو ایک کتاب سے متعلق ساری معلومات اکٹھا کر رہا ہوں ، میرے پاس مختصر میں دو کام ہیں ، ایک تو غیر مطبوعہ چیزوں کو شائع کرنا ، دوسرے یہ کہ علامہ ابن تیمیہ سے متعلق جو مقالات ہیں ان کو شائع کرنا ، ابھی ابن تیمیہ پر چھ سات سال تک کام کیا جائے تو کہیں ان پر کام ہوسکتا ہے۔

کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی رہنمائی کر دیتا ہے ، ایک بار کویت گیا ہوا تھا ، جمعیہ احیاء التراث میں بیٹھا تھا ، وہاں کسی نے دکھایا کہ دیکھئے یہ کوئی مخطوطہ ہے جس کی یہ مائیکروفلم ہے یعنی سی ڈی ، پڑھنے کے بعد معلوم ہوا واقعتاً یہ ابن تیمیہ کی کتاب ہے ، ابن تیمیہ کی ایک بہت اہم کتاب فتاویٰ حمویہ ہے ، جس پر بہت داروگیر ہوئی ، بہت ہنگامہ ہوا ، اس پر ایک شخص شمس الدین سروجی نے ایک جواب لکھا تھا ، پھر اس کا جواب الجواب ابن تیمیہ نے تیار کیا تھا ، جس کے بارے میں مؤلفین بتاتے ہیں اور خود ابن تیمیہ بتاتے ہیں کہ چار پانچ جلدوں میں تھی ، اس میں بہت سے مباحث تھے ، اس میں سے صرف وہ مبحث ملا تھا کہ ”احادیث اور آثار سے استدلال درست ہے یا نہیں“ ، پھر اسے میں نے ”جواب الاعتراضات المصریہ الفتوی الحمویہ“ کے نام سے چھاپا۔ ایک بار ایسے ہی میں رامپور رضا لائبریری میں گیا ، وہاں ایک مخطوطہ نظر آیا ، اس میں دیکھا کہ یہ مخطوطہ ابن عقیل کی جانب منسوب ہے ، (یہ شرح ابن عقیل والے نہیں ہیں ، بلکہ وہ ایک حنبلی عالم ہیں) جن کی وفات 515ھ میں ہوئی ، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ ابن عقیل نہیں ہیں ، ایک برہان الدین نسفی کے نام سے گزرے ہیں جن کی وفات 680ھ میں ہوئی ہے ، اس میں رازی اور دوسرے لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے ، تحقیق کیا تو پتہ چلا کہ یہ تو ابن تیمیہ کی کتاب ہے ، ”تنبیہ الرجل العاقل فی جدل الباطل“ یہ بہت شاندار کتاب ہے ، کہنے کا مطلب ہے کہ کہیں پر بھی جاتا ہوں ، ساتھ میں اپنا مقصد بھی سامنے رکھے رکھتا ہوں ، جب کوئی کتاب مل جاتی ہے تو اس پر کام شروع کر دیتا ہوں۔ ابن تیمیہ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کوئی کتاب

کہیں ملتی ہے مخطوطہ یا ان کے حوالہ سے کسی نے کوئی کتاب لکھی ہے تو اسی کو جمع کرتے رہتا ہوں، اس بیچ میں ہم نے ایک کام یہ کیا کہ ابن تیمیہ کی سیرت پر بنیادی مصادر کی حیثیت رکھنے والی جو کتابیں ہیں، اس میں ایک کتاب ”العقود الدریة “ ہے، یہ ابن عبدالہادی کی لکھی ہوئی کتاب ہے۔ 744ھ میں ان کی وفات ہوئی، یہ ابن تیمیہ کے شاگرد ہیں، یہ بہت بڑے عالم تھے، حدیث، علل اور رجال کے بھی عالم تھے، کم عمری میں ان کا انتقال ہوگیا تھا، ان کی ایک کتاب ہے” الصارم المنکی فی الردعلی السبکی“ابن عبدالہادی کے علاوہ جتنے لوگوں نے بھی تیرہویں صدی ہجری تک ابن تیمیہ کی سیرت پر لکھا ہے، اور کہیں مخطوطہ وغیرہ بھی اگر دکھا تو اس کی بھی تحقیق کر کے ”الجامع لسیرة شیخ الاسلام ابن تیمیة“ کے نام سے ہم نے شائع کردیا ہے۔ اسی طرح الجامع کے اندر ایک موضوعاتی فہرست بھی ہم نے لگادی ہے کہ جس سے ابن تیمیہ کے بارے میں ہمیں اور کچھ بھی تحقیق کرنی ہو تو آسانی کے ساتھ وہاں سے ہم تلاش سکتے ہیں۔ حال میں میرے پاس ان کے تعلق سے دو کام تھے ایک تو ان کی کتابوں کی ویڈیوگرافی دوسرے ان کی شخصیت کے متعلق جو کچھ بھی شرق وغرب میں کام ہوا ہے ان تمام کو جمع کرنا ہے۔ ”جامع المسائل“ میں بخط مصنف 8 کتابیں شامل ہیں۔ اور دوسرے کے ہاتھ کی بھی ہیں، لیکن جو دوسرے کے ہاتھ کی ہوتی ہیں وہ زیادہ مشکل ہوتی ہیں اور محرف بھی ہوتی ہیں، ابن تیمیہ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی جب کوئی تحریر ملتی ہے تو میں بہت خوش ہوتا ہوں، کیونکہ اب اس میں کچھ تو کرنا نہیں ہوتا ہے صرف پڑھنا ہی ہوتا ہے، لیکن دوسرے نے پڑھ کر کیا سے کیا بنادیا ہے اتنا محرف تو نہیں ہوگا، اب یہی دیکھ لیجیے انما الاعمال والی کتاب جو میں نے ایڈٹ کر کے چھاپی ہے یہ مجموع الفتاویٰ میں بھی چھپی ہے، دونوں کو ملایئے اور دیکھئے کہ دونوں میں کتنا فرق ہے؟ میں نے اس کتاب میں بخط مؤلف بھی شامل کردیا ہے تاکہ کم ازکم کوئی پڑھ کر کے مشق تو کرے اور جب پڑھنا آجائے تو ابن تیمیہ کے مخطوطات کو پڑھ کر کے چھاپے۔

شیخ ایسا کبھی ہوا کہ جب کوئی مخطوطہ ملا ہو اور یہ دیکھ کر کے خوشی ہوئی ہو کہ ابن تیمیہ کی تحریر مل گئی اور جائزہ لینے کے بعد پتا چلا کہ یہ تو ان کی تحریر ہے ہی نہیں؟

ایسا بہت بار ہوا ہے اور بہت ساری کتابوں کی مثالیں میں دے سکتا ہوں، ایک مرتبہ ایک شخص نے ایک کتاب دکھائی جو تقدیر کے مسئلہ پر لکھی گئی تھی اور مؤلف کی اس میں مقفع ومسجع عبارتیں ہیں، الباب الاول، الباب الثانی وغیرہ ۔اور اخیر میں لکھا تھا کتبه ابن تیمیة تاریخ وغیرہ سب لکھا ہے، میں نے دیکھتے ہی کہا کہ یہ ابن تیمیہ کی کتاب نہیں ہے، اس لیے کہ اولا ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا اپنی کتابوں میں یہ اسلوب ہے ہی نہیں، یعنی الباب الاول، الثانی وغیرہ لکھنا۔

جب اور غور سے پڑھا تو معلوم ہوا کہ یہ شخص تقدیر کے مسئلہ میں بھی اہل سنت کے مسلک کا قائل ہی نہیں، پھر اور یقین ہو گیا کہ یہ ابن تیمیہ کی کتاب نہیں ہے۔اس طرح لوگوں نے بیچنے کی نیت سے کیا ہے،اسی طرح ابن تیمیہ کسی بھی تحریر میں تاریخ بالکل بھی نہیں لکھتے ہیں۔ماہ سال وغیرہ کچھ بھی نہیں،بس وہ لکھتے ہیں کتبہ ابن تیمیہ واللہ تعالیٰ اعلم۔ایک اور دلچسپ واقعہ سن لیجئے ایک مرتبہ عبدالرحمٰن السدیس صاحب کے یہاں گیا،بات چیت ہوئی میں نے کہا کہ ابن تیمیہ کی بھی کوئی کتاب آپ کے پاس ہے،تو انہوں نے دکھایا کہ ہاں ہے یہ دیکھ لیجئے، میں نے دیکھ کر کے کہا کہ یہ ابن تیمیہ کی کتاب نہیں ہے، یہ ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی نہیں ہے، وہیں جامع المسائل رکھی ہوئی تھی، میں نے نکال کر کے دکھایا’’ قاعدہ فی الاستحسان‘‘اور’’فتوی فی الغوث والابدال‘‘وغیرہ، پھر میں نے کہا کہ دونوں دیکھئے کہ کتنا فرق ہے۔

حواشی واضافات۔آفاق احمد السنابلی المدنی

(ا)جامع المسائل-(1 تا9)**.** تحقیق:ج1-6،8(محمد عزیر شمس)،ج7(علي بن محمد العمران)،ج9(عبدالرحمٰن بن حسن قائد)

راجعہ:ج1-4،7(سلیمان بن عبداللہ العمیر ،محمد اجمل الاصلاحی)،ج5،6(سلیمان بن عبداللہ العمیر ،جدیع بن محمد الجدیع ،محمد اجمل الاصلاحی)،ج9(سلیمان بن عبداللہ العمیر ،علی بن محمد العمران)الناشر:دارعطاءات العلم (الریاض)-دارابن حزم(بیروت)۔

یہ مجموعہ 9 جلدوں پر مشتمل ہے۔اسے علامہ عزیر شمس رحمہ اللہ اوران کی ٹیم نے مرتب کیا ہے۔یہ شیخ الاسلام کے غیر مطبوعہ فتاویٰ کا مجموعہ ہے،بعض بڑے نادر فتاویٰ اس مجموعہ میں شامل ہیں، بلکہ طلاق ثلاثہ کے بارے میں امام موصوف کا جو مبنی برحق نقطہ نظر ہے،پہلی بار اسی مجموعہ سے وہ ہمارے سامنے آیا ہے،اب تک ہم امام ابن قیم جوزیہ رحمہ اللہ کی کتابوں سے امام موصوف کے نقطۂ نظر کو پڑھ رہے تھے۔

جلداول میں شامل مسائل:محقق-1-فصل في معنى "الحيّ القيوم"-2- قاعدة جليلة في إثبات علوّ الله تعالى على جميع خلقه۔3- فتوى فيمن يدعي أن ثَمَّ غوثًا وأقطاباً وأبدالاً۔4- فصل في أولياء الله وأولياء الشيطان۔5- مسألة عن الأحوال وأرباب الأحوال۔6- مسألة في رؤية النبي صلى الله عليه وسلم ربه۔7- قاعدة شريفة في تفسير قوله (أغير الله أتخذ وليا فاطر السماوات والأرض وهو يطعم ولا يطعم) (كتبها بقلعة دمشق في آخر عمره)۔8-فصل في سورة حم السجدة [فصلت]۔9-مسألة في قول النبي صلى الله عليه وسلم لمعاذ: "أتدري ما حقُّ الله على العباد؟ "۔10-فصل في قوله صلى الله عليه وسلم: سيد الاستغفار أن يقول

العبد "اللهم أنت ربي لا إله إلاّ أنت ... "-11-قاعدة في الصبر۔12-مسألة في الفُتُوَّة وآدابها وشرائطها۔ 13-مسألة فيما يفعله بعض الخطباء يوم الجمعة۔ 14-قاعدة في أفعال الحج۔ 15-فتوى في البيع بفائدةٍ إلى أجل۔ 16-مسائل في الإجارة ونقص بعض المنفعة والجوائح، والفرق بين الجائحة في الثمر والزرع وغير ذلك۔17-فصل في الطلاقِ، وتقسيمِه إلى سنّي وبدعيّ، وبيانِ أن الطلاقَ البدعيَّ لا يقع۔ من كلام شيخ الإسلام تقي الدين أبي العباس أحمد بن تيمية مما كتبه في القلعة بدمشق في آخر عمره رحمة الله عليه۔18- فتوى في طلاق السنة وطلاق البدعة۔19- فصل في جمع الطلاق الثلاث،20- فصل في الأحاديث الواردة في الطلاق الثلاث۔21- فصل في الطلاق الثلاث۔22- فتوى في الطلاق الثلاث بكلمة واحدة۔23۔ فصل في الإيلاء، من كلام الإمام العلامة شيخ الإسلام تقي الدين ابن تيمية رحمة الله عليه، كتبه أخيرًا بقلعةِ دمشق۔24- فصل في الظِّهار۔

جلد دوم میں شامل مسائل: محقق-1 - فتوى في الغوث والقطب والأبدال والأوتاد. 2 - قاعدة في الاستحسان. 3 - قاعدة في شمول النصوص للأحكام.

جلد سوم میں شامل مسائل: محقق-1- فصل في الفرق بين ما أمر الله تعالى به ورسولُه من إخلاص الدين لله وشريعته، وبين ما نهى عنه من الإشراك والبدع في زيارة القبور ونحو ذلك۔2- فصل في حقّ الله وحقّ عبادته وتوحيده۔3- رسالة إلى المنسوبين إلى التشيع وغيرهم في العراق ومشهد المنتظر۔4- مسألة في قصد المشاهد المبنية على القبور للصلاة عندها والنذر لها وقراءة القرآن وغير ذلك۔5- فتوى فيمن يُعظِّم المشايخ ويستغيث بهم ويزور قبورَهم۔6- مسألة في تأويل الآيات وإمرار أحاديث الصفات كما جاءت۔7- مسألة فيمن قال: إن نسبة البارئ تعالى إلى العلوّ من جميع الجهات المخلوقة۔8- مسألة في العلوّ۔9- قاعدة شريفة في الرضا الشرعي وما يحبّه الله من الرضا، وبيان أن الله لا يرضى بالكفر ولا يحبُّه ولا يشرعه، ولا يرضى بالمعاصي ولا يحبُّها ولا يُثيب فاعلها۔10- فصل الأقوال نوعان۔11- قاعدة في شمول آي الكتاب والسنة والإجماع أمرَ الثقلَين الجنّ والإنسِ، وما يتعلق بهم من الخطاب وغيره۔ 12- مسألة فيمن قال: إن عليًّا أشجعُ من أبي بكر۔ 13- تفسير أول سورة العنكبوت۔14- مسألة في قوله تعالى: (وَإِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُوا هَذِهِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ...)۔15- قاعدة حسنة في الباقيات الصالحات وبيان اقتران التهليل بالتكبير والتسبيح بالتحميد۔16-

مسألة في إخوة يوسف هل كانوا أنبياء؟۔ 17- فتوى في قراءة القرآن بما يخرجه عن استقامته۔ 18- رسالة في قوله صلى الله عليه وسلم: "إذا دَخَل أحدكم على أخيه المسلم فأطعَمه طعامًا فليأكل من طعامه ولا يسأل عنه"۔ 19- جواب سؤال سائلٍ سألَ عن حرف "لو"۔ 20- فصل في مؤاخذة ابن حزم في الإجماع۔ 21- رسالة في بيان الصلاة وما تألَّفتْ منه۔ 22- فتوى في أمر الكنائس،23- مسألة فيمن يسمِّي الخميس عيدًا۔ 24- فصل في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر۔ 25- مسألة في تلاوة القرآن والذكر، أيهما أفضل۔ 26- فتوى في السماع۔ 27- مسألة في رجلٍ شتَم شريفًا۔ 28- قاعدة في حضانة الولد۔

جلد چہارم میں شامل مسائل: محقق-1- مسائل من الفتاوى المصرية۔(اس میں کل 67 مسائل ہیں)۔ 2-مسائل وردت من الصلت۔(اس میں کل 26 مسائل ہیں)۔ 3-مسائل متفرقة۔(اس میں کل 17 مسائل ہیں)۔

جلد پنجم میں شامل مسائل: محقق-1- ضابط التأويل۔ 2- قاعدة في الوسيلة۔ 3- الفُتيا الأزهرية (في مسألة كلام الله)۔ 4- فتوى في الخضر۔ 5- سؤال في يزيد بن معاوية۔ 6- فصل في اسمه تعالى "القيُّوم"۔ 7- فصل في معنى "الحنيف"۔ 8- مسألة فيما إذا كان في العبد محبة لما هو خير وحق ومحمود في نفسه۔ 9- فصل في انتفاع الإنسان بعمل غيره۔ 10- رسالة في اتباع الرسول صلى الله عليه وسلم -11- شرح حديث "لا يَزني الزاني حينَ يَزني وهو مؤمنٌ"۔ 12- فصل في قوله صلى الله عليه وسلم: أصدقُ كلمةٍ قالها شاعر كلمة لبيد: ألَا كلُّ شَيءَ مَا خَلَا اللهَ باطِلُ۔ 13- المسألة الخلافية في الصلاة خلف المالكية۔ 14- رسالة إلى السلطان الملك المؤيَّد۔ 15- رسالة إلى السلطان الملك الناصر في شأن التتار۔ 16- قاعدة في الانغماس في العدوّ وهل يُباح؟۔ 17- مسألة في المرابطة بالثغور أفضلُ أم المجاورة بمكة؟۔ 18- قاعدة في الأموال السلطانية۔

جلد ششم میں شامل مسائل: محقق-1-قاعدةٌ في الإخلاص لله تعالى۔ 2-فصل في حق الله على عباده وقِسْمِه من أم القرآن، وما يتعلق بذلك من محبته وفرحه ورضاه ونحو ذلك۔ 3-فصل في صفات المنافقين۔ 4-فصل في التوحيد۔ 5-فصل في أن التوحيد الذي هو إخلاص الدين لله أصل كل خير من علم نافع وعمل صالح۔ 6-قاعدة في إرادة العدم والإعدام واستطاعته وفعله۔ 7-فصل في الإسلام وضدّه۔ 8-مسألة في مقتل الحسين وحكم يزيد۔ 9-مسألة في الاستغفار۔ 10-مسائل في الصلاة۔ 11-فصل في الصلاة الوسطى۔ 12-فصل في المواقيت والجمع بين الصلاتين۔ 13-مسألة في رجل فقير وعليه دين، هل لأخيه الغني دفع الزكاة

إليه؟۔14۔مسألة في التسمية على ذكاة الذبيحة وذكاة الصيد۔15۔مسألة في أكل لحم الضبع والثعلب وسنور البرّ وابن آوى وجلودهم۔16۔مسألة في الشاة المذبوحة ونحوها، هل يجوز بيعها دون الجلد؟۔17۔مسألة في إجارة الإقطاع۔18۔مسألة في ضمان البساتين والأرض۔

جلد 7 میں شامل مسائل: محقق-1مسائل أهل الرَّحبة لشيخ الإسلام ابن تيمية۔2- القَرَمانية [ق 53] جواب فُتيا في لبس النبي صلى الله عليه وسلم -3۔قاعدة في الفَنَاء والبَقَاء۔4۔الرسالة في أحكام الولاية۔5۔كتاب الشيخ إلى بعض أهل البلاد الإسلامية۔6۔كتاب الشيخ إلى الأمير شمس الدين سُنْقرچاه۔7۔ صورة كتاب عن ابن عربي والاعتقاد فيه۔8۔ مسألة فيمن يقول: إن عليَّ بن أبي طالب أولى بالأمر من أبي بكر وعمر۔9۔ مسألة في تفسير قوله تعالى: {أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِكْكُمُ الْمَوْتُ .. } وتفسير آيات أخرى۔10- مسألة في قوله صلى الله عليه وسلم: "لا عدوى ولا طِيَرة ... " وتسع مسائل أخرى۔11۔ مسألة في الرَّمي بالنُّشَّاب۔12۔ مسألة في قوله تعالى: {فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي} ومسائل أخرى مختلفة۔13۔ [مسائل فقهية مختلفة]۔14۔ مسألة في باب الصفات هل فيها ناسخ ومنسوخ أم لا؟۔15۔مسألة: في قول أبي حنيفة في "الفقه الأكبر" في الاستواء۔16۔ مسألة في العلو۔17۔ معنى حديث: »من تقرَّب إليَّ شِبرًا ... «۔18۔ مسألة في إثبات التوحيد والنبوات بالنقل الصحيح والعقل الصريح۔19۔ قاعدة مختصرة في الحُسْن والقُبْح العقليين۔20۔ مسألة في عقيدة أهل گيلان۔21۔ مجموعةُ فتاوى من: الدُّرَّةِ المضِيَّة في فتاوى ابنِ تيميَّة انتقاها ابن عبد الهادي۔22۔ مسألة في زيارة القدس أوقات التعريف۔23۔ مَسْألة في عَسْكَر المنصور المتوجِّه إلى الثغور الحلبية سنة 715 هـ۔24۔ صورة مكاتبة الشيخ تقي الدين للسلطان الملك المنصور حسام الدين لاجين سنة ثمان وتسعين وستمائة۔25۔ [مسألة في الداء والدواء]۔26۔ رسالة في الكلام في الحلّاج۔27۔ فصل فيما يجمع كليات المقاصد۔28۔ [مسائل فقهية مختلفة]۔29۔ مجموعة فتاوى مختلفة۔

جلد 8 میں شامل مسائل: محقق-1۔ فصول وقواعد (من مسوّدات شيخ الإسلام ابن تيمية)۔ 2۔فصل في الكلام على النِّعم، وهل هي للكفار أيضًا۔3- فصل في آية الربا۔4- فصل في أنه ليس في القرآن لفظة زائدة لا تفيد معنى۔5۔ فصل في توبة قوم يونس۔6۔ مسألة عن رجل يزعم أنه شيخٌ ويتوِّب الناس ويأمرهم بأكل الحيَّة۔7- سُئل شيخ الإسلام أبو العباس ابن تيمية عن نسبته إلى الخرقة۔8۔ مسألة في الحضانة۔9۔ مسائل مختلفة۔

جلد 9 میں شامل مسائل: محقق-1- فصل في"الكلام" الذي ذمَّه الأئمَّة والسَّلف-2- مسألة في مذهب الشافعي في القرآن وكلام الله-3- مسألة في الأولياء والصالحين والأقطاب والأبدال ورجال الغيب-4- مسألة

في الخَضِر وحياته وادعاء لقائه-5- رسالة إلى الشيخ قطب الدين ناظر الجيش في الكلام عن ابن عربي وطائفته-6- فصل في الكلام على الاتحادية-7- مسألة في الأفعال الاختيارية من العباد-8- فصل في الكلام على حديث "اللهم إني عبدُك ابن عبدُك ابن أمتك ....-9- فصلان في الإنذار ولوازمه والخوف والرجاء والشفاعة-10- مسائل عقدية-11- فصلٌ في تفسير قوله تعالى: {تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ}-12- مسألة في تفسير استعاذة النبي صلى الله عليه وسلم من الهمّ والحزن، والعجز والكسل ، والبخل والجبن، وضِلَع الدَّين وغلبة الرجال-13-مسألة في التوبة هل تُسْقِط قضاء الفرائض؟-14- مسائل فقهية-15- قاعدة في الصبر والشكر-16- مسألة في الانتماء إلى الشيوخ-17- رسالة إلى ابن ابن عمِّه عزِّ الدين عبد العزيز بن عبد اللطيف بسبب فتح جبل كسروان -18- مسائل متفرقة-

(۲) *جس میں پہلا مجموعہ 16 رسالوں پر اور دوسرا مجموعہ 3 رسالوں پر مشتمل ہے۔ پہلا مجموعہ*:1- رِسَالَة فِي قنوت الْأَشْيَاء كلهَا لله تَعَالَى-2- رِسَالَة فِي لفظ السّنة فِي الْقُرْآن-3- رِسَالَة فِي قصَّة شُعَيْب عَلَيْهِ السَّلَام-4- رِسَالَة فِي الْمعَانِي المستنبطة من سُورَة الْإِنْسَان-5- رِسَالَة فِي قَوْله تَعَالَى وَاسْتَعِينُوا بِالصبرِ وَالصَّلَاة-6- رِسَالَة فِي تَحْقِيق التَّوَكُّل-7- رِسَالَة فِي تَحْقِيق الشُّكْر-8- رِسَالَة فِي معنى كَون الرب عادلا وَفِي تنزهه عَن الظُّلم-9- رِسَالَة فِي دُخُول الْجنَّة، هَل يدْخل أحد الْجنَّة بِعَمَلِهِ، أم ينْقضه قَوْله صلى الله عليه وسلم، لَا يدْخل أحد الْجنَّة بِعَمَلِهِ-10- رِسَالَة فِي الْجَواب عَمَّن يَقُول إِن صِفَات الرب نسب وإضافات وَغير ذَلِك-11- رِسَالَة فِي تَحْقِيق مَسْأَلَة علم الله-12- رِسَالَة فِي الْجَواب عَن سُؤَال عَن الحلاّج هَل كَانَ صدّيقًا أَو زنديقًا-13- رِسَالَة فِي الرَّد على ابْن عَرَبِيّ فِي دَعْوَى إِيمَان فِرْعَوْن-14- رِسَالَة فِي التَّوْبَة-15- فصل فِي أَن دين الْأَنْبِيَاء وَاحِد-16- فصل فِي الدَّلِيل على فضل الْعَرَب-

دوسرا مجموعہ:1- رِسَالَة فِي الصِّفَات الاختيارية-2- شرح كَلِمَات من "فتوح الْغَيْب-3- قَاعِدَة فِي الْمحبَّة-

جاری.....

خواتین قلمکار کے لیے ماہانہ مجلہ ”اہل السنۃ“ ممبئی کی ایک جدید پیشکش

اَھْلُ السُّنَّۃ
Ahl Us Sunnah

جولائی ۲۰۲٦ء | July 2026

گوشۂ خواتین

فہرست

ماہ محرم سے متعلق دس بنیادی باتیں (قرآن وسنت اور اقوال سلف کی روشنی میں)	ام محمد خوشنما مصلح الدین	38
قرآنِ کریم سمجھ کر پڑھنا کیوں ضروری ہے؟	صائمہ بنت محمد صغیر	43
عالمیت یا محض مبادیات؟ (قسط ثانی)	ام محمد خوشنما مصلح الدین	46

ایڈیٹر: ام محمد خوشنما مصلح الدین حفظہا اللہ
(طالبہ ام القریٰ یونیورسٹی، مکہ مکرمہ سعودی عرب)

رابطہ نمبر برائے خواتین قلمکار
+91 -7045788737
ahlussunnah.ms@gmail.com

ماہ محرم سے متعلق دس بنیادی باتیں

(قرآن وسنت اور اقوال سلف کی روشنی میں)

ام محمد خوشنما مصلح الدین (جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ)

محرم الحرام نہایت ہی عظمت و برکت اور حرمت والا مہینہ ہے، یہ ہجری سال کا پہلا مہینہ ہے نیز ان حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے جن کے بارے میں اللہ رب العالمین نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ﴾ [التوبة :36]

''مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک کتاب اللہ میں بارہ کی ہے، اسی دن سے جب سے آسمان وزمین کو پیدا کیا ہے، ان میں سے چار حرمت وادب کے ہیں، یہی درست دین ہے، چنانچہ تم ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو''۔

چار حرمت والے مہینے ''ذوالقعدۃ، ذوالحجہ، محرم اور رجب'' ہیں، ان مہینوں میں نیکی و برائی کا بدلہ دوسرے مہینوں کے بہ نسبت زیادہ ہے، فی الحال ایک عظیم الشان وحرمت والا مہینہ محرم الحرام ہم پر سایہ فگن ہے۔

ماہ محرم الحرام سے متعلق مختصر دس بنیادی باتیں قرآن وسنت اور اقوال سلف کی روشنی میں پیش خدمت ہیں:

(۱) ماہِ محرم اللہ کا مہینہ ہے:

اللہ رب العالمین نے محرم الحرام کی تعظیم وتکریم کرتے ہوئے اسے اپنی ذات کی طرف منسوب کیا ہے، اور اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اس نے بذات خود اس مہینے کو حرام قرار دیا ہے، چنانچہ کسی کے لیے بھی اسے حلال کرنا جائز نہیں۔

امام ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محرم کو اللہ کا مہینہ کہا ہے، اور اس کی اللہ رب العزت کی طرف نسبت اس کے شرف وفضیلت کی دلیل ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی اضافت صرف اپنی خاص وعظیم مخلوقات کی طرف ہی کرتا ہے''۔ [لطائف المعارف: ص:90-91]

(۲) عظمتِ محرم الحرام:

اللہ رب العالمین نے محرم کی عظمت کو قرآن مجید میں بھی ذکر کیا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ﴾ [التوبة :36]

''مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک کتاب اللہ میں بارہ کی ہے، اسی دن سے جب سے آسمان وزمین کو پیدا کیا ہے،

ان میں سے چار حرمت وادب کے ہیں یہی درست دین ہے، تم ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو‘‘۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنی سنت مطہرہ میں اس کی عظمت واہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

’’إنَّ الزَّمانَ قد استدار كهيئتِه يومَ خَلَقَ اللهُ السَّمواتِ والأرضَ، السَّنةُ اثنا عَشَرَ شَهرًا، منها أربعةٌ حُرُمٌ، ثلاثٌ متوالياتٌ: ذو القَعْدةِ، وذو الحِجَّةِ، والمحَرَّمُ، ورَجَبُ مُضَرَ الذي بين جُمادى وشَعبانَ‘‘۔[متفق عليه]

’’دیکھو زمانہ پھر اپنی پہلی اسی ہیئت پر آ گیا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو پیدا کیا تھا، سال بارہ مہینے کا ہوتا ہے، ان میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں، تین تو لگا تار یعنی ذی قعدہ، ذی الحجۃ اور محرم اور چوتھا رجب ہے جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان میں پڑتا ہے‘‘۔

علماء کی ایک جماعت نے محرم کو حرمت والے مہینوں میں سے سب سے افضل مہینہ قرار دیا ہے۔[لطائف المعارف :ص70]

شیخ ابوسفیان النهدي سلف رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ:’’سلف صالحین تین عشرات کی بڑی تعظیم کرتے تھے، اور وہ ہیں: (۱) رمضان کا آخری عشرہ (۲) ذی الحجہ کا پہلا عشرہ (۳) اور محرم الحرام کا پہلا عشرہ‘‘۔[لطائف المعارف:ص:757]

(۳) حرمت والے مہینوں میں دوسرے مہینوں کی بہ نسبت ظلم وزیادتی سے سختی سے منع کیا گیا ہے:

شیخ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:﴿فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ﴾ التوبة :36]’’تم ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو‘‘۔

اس آیت میں اس بات کا احتمال ہے کہ’’ھن‘‘ کی ضمیر بارہ مہینوں کی طرف لوٹ رہی ہو، یا پھر وہ چار حرمت والے مہینوں کی طرف لوٹ رہی ہوگی، کیونکہ ان مہینوں میں ظلم وزیادتی کی حرمت دوسرے مہینوں کے مقابلے میں زیادہ اور سخت ہے‘‘۔[تفسیر السعدی، مذکورہ آیت کی تفسیر]

(۴) محرم الحرام کو اس نام سے موسوم کرنے کی وجہ:

کہا جاتا ہے کہ ماہ محرم میں قتل وقتال کے حرام ہونے کی بنا پر اس کا نام محرم رکھا گیا، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

’’حرمت والے مہینوں میں قتل وقتال کی ابتداء کرنے کی حرمت کے سلسلے میں علماء کے درمیان دو اقوال کی بنا پر اختلاف ہے کہ آیا وہ حکم منسوخ ہے یا محکم؟

پہلا قول: مشہور یہی ہے کہ قتال کی ابتداء والا حکم منسوخ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا:﴿فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ

أَنْفُسَكُمْ ﴾ التوبة :36] ''تم ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو''۔

اور مشرکوں سے قتال کا حکم دیا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ ان مہینوں میں قتل وقتال کی شروعات حرام ہے، اور شہر الحرام کی حرمت منسوخ نہیں کی گئی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿الشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمَاتُ قِصَاصٌ فَمَنِ اعْتَدَى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَى عَلَيْكُمْ ﴾ [البقرة :194]

''حرمت والے مہینے حرمت والے مہینوں کے بدلے ہیں اور حرمتیں ادلے بدلے کی ہیں، جو تم پر زیادتی کرے تم بھی اسی سے اسی کے مثل بدلہ لو جتنا تم پر ظلم ہوا ہے''۔

نیز فرمایا:﴿فَإِذَا ٱنسَلَخَ ٱلْأَشْهُرُ ٱلْحُرُمُ فَٱقْتُلُوا۟ ٱلْمُشْرِكِينَ﴾[التوبة:5]

''پھر حرمت والے مہینوں کے گزرتے ہی مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو''۔[تفسیر ابن کثیر:468/2]

(۵) محرم الحرام کے روزے رکھنا مسنون ہے:

حدیث میں ماہ محرم کے روزوں کی فضیلت کے بارے میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''أَفْضَلُ الصِّيامِ بَعْدَ رَمَضانَ شَهْرُ اللهِ المُحَرَّمُ''. [صحيح مسلم:1163]

''رمضان کے بعد سب سے افضل روزے اللہ کے مہینے یعنی محرم کے ہیں''۔

علماء کے درمیان دو اقوال کی بنا پر اختلاف ہے کہ کیا محرم الحرام کا پورا مہینہ روزہ رکھا جائے یا اس مہینے میں زیادہ تر روزے رکھے جائیں؟

۱۔ حدیث کی ظاہری عبارت محرم الحرام کے مکمل روزوں کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔

۲۔ جبکہ بعض علماء اسے محرم الحرام میں زیادہ سے زیادہ روزے رکھنے کی رغبت دلانے کی طرف محمول کرتے ہیں نہ کہ اس کے مکمل مہینہ روزہ رکھنے کی طرف، جیسا کہ صحیحین میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

''ما رأيتُ رسولَ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ استكمَلَ صيامَ شهرٍ قطُّ إلَّا رَمَضانَ، وما رأيتُه في شهرٍ أكثرَ صيامًا منه في شعبانَ''۔[متفق عليه]

''میں نے رمضان کو چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی پورے مہینے کا نفلی روزہ رکھتے نہیں دیکھا، اور جتنے روزے آپ شعبان میں رکھتے میں نے کسی مہینہ میں اس سے زیادہ روزے رکھتے آپ کو نہیں دیکھا''۔

(٦) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محرم الحرام کے علاوہ شعبان میں کثرت سے روزے رکھنے کی وجہ:

امام نووي رحمہ اللہ نے اس سلسلے میں فرمایا: ''شاید آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محرم الحرام کی فضیلت کا علم اپنے آخری عمر میں ہوا کہ جب ان کے پاس اس کے روزے کو مکمل کرنے کی طاقت نہیں تھی، یا پھر اس مہینے میں سفر اور مرض کی بنا پر کثرتِ صوم سے عاجز رہے ہوں۔ [شرح صحيح مسلم: 37/8]

(7) محرم کے مہینے میں روزے رکھنے کے لئے بہترین دن عاشوراء کا دن ہے:

عاشوراء کے دن سے مراد ماہ محرم کا دسواں دن، اس دن کا روزہ پچھلے ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے، جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عاشورہ کے روزے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''أحْتَسِبُ على اللهِ أنْ يُكَفِّرَ السنَةَ التي قَبْلَهُ''۔[صحيح مسلم: 1162]

''میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ (یوم عاشورہ کا روزہ) پچھلے سال کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا''۔

(8) عاشوراء کے روزے کی حکمت:

صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں یوم عاشوراء کے روزے کی حکمت آئی ہے وہ یہ کہ:

''أنَّ النَّبيَّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ لَمَّا قَدِمَ المَدِينَةَ، وجَدَهُمْ يَصُومُونَ يَوْمًا، يَعْنِي عَاشُورَاءَ، فَقالوا: هذا يَوْمٌ عَظِيمٌ، وهو يَوْمٌ نَجَّى اللَّهُ فيه مُوسَى، وأَغْرَقَ آلَ فِرْعَوْنَ، فَصَامَ مُوسَى شُكْرًا لِلَّهِ، فَقالَ: أنَا أوْلَى بمُوسَى منهمْ. فَصَامَهُ، وأَمَرَ بصِيَامِهِ''۔[متفق عليه]

''جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو وہاں کے (یہودی) لوگ ایک دن یعنی عاشورا کے دن روزہ رکھتے تھے۔ ان لوگوں (یہودیوں) نے بتایا کہ یہ بڑی عظمت والا دن ہے، اسی دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی تھی اور آل فرعون کو غرق کیا تھا، اس کے شکر میں موسیٰ علیہ السلام نے اس دن کا روزہ رکھا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں موسیٰ علیہ السلام کا ان سے زیادہ قریبی ہوں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی اس دن کا روزہ رکھنا شروع کیا اور صحابہ کو بھی اس کا حکم فرمایا''۔

(۹) عاشوراء سے ایک دن پہلے روزہ رکھنا سنت اور یہودیوں کی مخالفت ہے:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

''حِينَ صَامَ رَسولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عليه وسلَّمَ يَومَ عَاشُورَاءَ وَأَمَرَ بصِيَامِهِ قالوا: يا رَسولَ اللهِ، إنَّه يَوْمٌ تُعَظِّمُهُ اليَهُودُ وَالنَّصَارَى، فَقالَ رَسولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عليه وسلَّمَ: فَإِذَا كانَ العَامُ

المُقْبِلُ -إنْ شَاءَ اللَّهُ- صُمْنَا اليومَ التَّاسِعَ، قالَ: فَلَمْ يَأْتِ العَامُ المُقْبِلُ حتَّى تُوُفِّيَ رَسولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عليه وسلَّمَ"۔[صحيح مسلم:1134]

"جس وقت رسول اللہ ﷺ نے عاشورہ کے دن روزہ رکھا اوراس کے روزے کا حکم فرمایا،تو انہوں نے عرض کیا:اے اللہ کے رسول ﷺ!اس دن کی تو یہود ونصاریٰ تعظیم کرتے ہیں،تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جب آئندہ سال آئے گا تو ہم نویں تاریخ کا بھی روزہ رکھیں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: کہ ابھی آئندہ سال نہیں آیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے"۔

اور جو یوم عاشوراء سے ایک دن پہلے اور بعد میں روزہ رکھنے کی روایت وارد ہے وہ آپ ﷺ سے صحیح سند سے ثابت نہیں،لہٰذا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت صحیح ہے کہ جو شخص یوم عاشوراء کا روزہ رکھے اس کے لئے عاشوراء کے ایک دن پہلے اور بعد دونوں کا روزہ رکھنا ضروری نہیں، بلکہ یوم عاشوراء اوراس سے پہلے نویں محرم کا روزہ اس کے لیے کافی ہوگا یہودیوں کی مخالفت کرتے ہوئے۔

(۱۰)صیام عاشوراء کے لیے دن میں کی گئی نیت کا حکم:

عاشوراء اور تاسوعاء(عاشوراء سے ایک دن پہلے کا روزہ) کے روزے دن میں کی گئی نیت سے رکھنا جائز ہے،لیکن افضل یہی ہے کہ رات سے ہی روزے کی نیت کی جائے۔[شرح صحيح مسلم للنووي (276/8)، الشرح الممتع للشيخ ابن عثيمين (359/6)]

اور جس پر رمضان کے روزوں کی قضاء ہو اس کے لئے عاشوراء کا روزہ رکھنا جائز ہے، کیونکہ قضاء کا وقت موسع ہے"[مجموع فتاوىٰ ورسائل شيخنا ابن عثيمين رحمه الله (48/20)]

خلاصۂ کلام:

ماہِ محرم اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت عظمت وبرکت والا مہینہ ہے،جس میں نیکیوں کا ثواب بڑھادیا جاتا ہے اور گناہوں پر سخت مواخذہ کیا جاتا ہے،اس مہینے کی فضیلت قرآن وحدیث اور سلف صالحین کے اقوال سے ثابت ہے،خصوصاً یومِ عاشوراء کے روزے کی بڑی اہمیت ہے، جو گزشتہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے،ہمیں چاہیے کہ اس مہینے کی حرمت کا لحاظ رکھیں، زیادہ سے زیادہ عبادت کریں، روزے رکھیں اور ہر قسم کے گناہوں سے بچیں، نیز یومِ عاشوراء کے موقع پر یہودیوں کی مخالفت کرتے ہوئے ۹ اور ۱۰ محرم کے روزے رکھیں تا کہ سنت نبوی ﷺ پر عمل ہو سکے۔

اللہ رب العالمین ہمیں اس مہینے کا خیال رکھنے اور عاشوراء کے روزے کا اہتمام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

قرآنِ کریم سمجھ کر پڑھنا کیوں ضروری ہے؟

صائمہ بنت محمد صغیر

قرآن کریم سمجھ کر پڑھنا محض ایک علمی ذوق نہیں بلکہ ایک شرعی فریضہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو ''ذکر'' اور ''بیان'' قرار دیا ہے، اور بیان وہی ہوتا ہے جو مخاطب کی سمجھ میں آئے۔

قرآنِ کریم صرف ثواب کے لیے تلاوت کی جانے والی کتاب نہیں، بلکہ یہ انسانیت کے لیے ''ھدی للناس'' (لوگوں کے لیے ہدایت) بن کر نازل ہوئی ہے۔

ہدایت پانے کے لیے پہلا قدم اس کے معنیٰ کو سمجھنا اور ان پر عمل کرنا ہے۔

(۱) قرآنِ کریم کی نظر میں تدبر کی اہمیت:

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں متعدد مقامات پر اسے سمجھنے اور اس میں غور کرنے کی دعوت دی ہے، اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی سخت مذمت کی ہے جو قرآن کے الفاظ تو پڑھتے ہیں لیکن اس کے معانی میں غوطہ زن نہیں ہوتے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ﴾[ص: 29] ''یہ ایک مبارک کتاب ہے جو ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے تاکہ لوگ اس کی آیات میں غور و فکر کریں اور عقل والے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں''۔

اس آیت میں ''لِّيَدَّبَّرُوا'' کا (لام) غرض اور مقصد کو ظاہر کرتا ہے، یعنی اس کتاب کے اتارنے کی غرض ہی یہ ہے کہ اس کی آیات میں تدبر کیا جائے۔

مفسرین کے مطابق تدبر سے مراد آیات کے معانی کو سمجھنا ہے، کیوں کہ تلاوت کا اصل ثمرہ تدبر ہے اور تدبر کا ثمرہ عمل ہے۔ (تفسیر ابنِ کثیر، جلد 7، صفحہ 59)

(۲) قرآن بطور ''فرقان'' (حق و باطل کی کسوٹی) یعنی وہ کسوٹی جو سچ اور جھوٹ میں فرق کرے۔

ارشادِ الٰہی ہے: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ﴾ [البقرہ: 185] ''رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا، جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور جس میں ہدایت کی واضح نشانیاں اور حق و باطل میں فرق کرنے والی باتیں ہیں''۔

ہدایت (Guidance) تبھی ممکن ہے جب پیغام سمجھ میں آئے، قرآن کے الفاظ ساحل کی طرح ہیں اور اس کے معانی ایک بیکراں سمندر کی مانند ہیں، تلاوت کرنا ساحل کی سیر ہے، لیکن اس کے چھپے ہوئے نایاب موتی اور

خزانے صرف اسی کو ملتے ہیں جو اس کی گہرائی میں غواصی (تدبر) کرتا ہے۔

اگر ایک مریض کو نسخہ لکھ کر دیا جائے اور وہ اسے سمجھے بغیر روزانہ سو بار پڑھے، تو اسے شفا نہیں ملے گی، اسی طرح قرآن کی آیات ''بینات'' (واضح نشانیاں) تبھی بنتی ہیں جب ان کا مفہوم دل و دماغ میں اترے۔

(۳) قرآن کریم کا سمجھنا فہم دین اور خیر الٰہی کی علامت ہے، جیسا کہ ارشاد نبوی ہے:

"مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ"۔ ''اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اسے دین کی گہری سمجھ عطا فرما دیتا ہے''۔(متفق علیہ)

حافظ ابن حجر عسقلانی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ:

''اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جس کو دین کی سمجھ نہیں دی گئی وہ ''خیر'' سے محروم رہا۔

یہاں ''فقہ'' سے مراد قرآن وسنت کے احکامات اور ان کے اسرار و رموز کو جاننا ہے''۔(فتح الباری، کتاب العلم، جلد 1، صفحہ 216)

فقہ کا مطلب محض جاننا نہیں بلکہ گہری فہم حاصل کرنا ہے، اللہ کی بہترین نعمت یہ نہیں کہ انسان صرف الفاظ رٹ لے، بلکہ یہ ہے کہ اسے دین کی سمجھ آ جائے۔

قرآن کو سمجھ کر پڑھنا ہی وہ ''فقہ'' ہے جو انسان کو خیرِ کثیر کی طرف لے جاتی ہے۔

(۴) قرآن کی تلاوت محض پر تنبیہ:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صرف زبان سے قرآن پڑھنا اور دل و دماغ کا اس سے غافل رہنا ناپسندیدہ صفت ہے، فرمایا: ''وہ قرآن کو پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا''۔ [صحیح مسلم: 1066]

امام نووی رحمہ اللہ اس کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ''ان کا دل قُرآن کے معنیٰ سے متاثر نہیں ہوتا اور نہ ہی ان کی عقل اس کا ادراک کرتی ہے، ان کا حصہ صرف زبان کی حرکت تک محدود ہے''۔[المنهاج: شرح صحيح مسلم، ج:7، ص:651]

(۵) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا منہج تعلیم:

صحابۂ کرام کے نزدیک تلاوت کا مطلب صرف زبان چلانا نہیں بلکہ علم اور عمل کا مجموعہ تھا، (یعنی الفاظ اور معانی دونوں کا مجموعہ تھا)

ابو عبدالرحمن سلمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''ہمیں ان صحابہ نے بتایا جو ہمیں قرآن پڑھاتے تھے کہ وہ جب نبی

صلی اللہ علیہ وسلم سے دس آیتیں سیکھتے تو آگے نہ بڑھتے جب تک ان میں موجود علم اور عمل کو نہ سیکھ لیتے''۔[تفسیر طبری، ج:1، ص:80 / مسند احمد:23482، حسن]

یہ دلیل اس بات پر مہرِ تصدیق ثبت کرتی ہے کہ سلف صالحین کے ہاں قرآن سمجھنا اور اس پر عمل کرنا تلاوت کا لازمی حصہ تھا۔ نیز امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنے رسالہ میں اس اثر کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ: ''صحابۂ کرام کے لئے یہ بات محال تھی کہ وہ قرآن کے الفاظ پڑھیں اور اس کے معانی سے ناواقف رہیں، ان کے نزدیک قرآن ''کتابِ عمل'' تھی نہ کہ صرف ''کتابِ تلاوت''۔[مقدمه فی اصول التفسیر، ص:35]

بعض صحابہ نے سورہ بقرہ سیکھنے میں کئی کئی سال لگا دئے۔ یہ طوالت صرف حفظ کے لیے نہیں بلکہ ''فہم اور عمل'' کے لیے تھی۔

(٦) فہم قرآن اور تزکیۂ نفس:

قرآن کو سمجھنا انسان کے اندر خشیت پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾

''اللہ کے بندوں میں سے اس سے وہی ڈرتے ہیں جو علم رکھنے والے ہیں''۔[فاطر:28]

علامہ قرطبی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ یہاں ''علماء'' سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ کی قدرت، اس کے کلام اور اس کے احکامات کی معرفت رکھتے ہیں، جس قدر انسان قرآن کو سمجھتا ہے، اسی قدر اس کے دل میں اللہ کی عظمت پیدا ہوتی ہے''۔[الجامع لاحکام القرآن: تفسیر قرطبی، ج:17، ص:335]

قارئین کرام: مذکورہ بالا دلائل سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ قرآن کا اصل مقصد محض ثواب کے لیے پڑھنا نہیں بلکہ ہدایت کے لیے سمجھنا بھی ضروری ہے، سلف صالحین کا یہی طریقہ تھا، اور صحابہ و تابعین قرآن کے الفاظ کے ساتھ ساتھ اس کے معانی و مفاہیم کو سمجھنا اور سیکھنا بھی فرض سمجھتے تھے، اور ایمانی تقاضہ بھی یہی ہے نیز یہ کہ نماز، ذِکر اور دیگر عبادات میں یکسوئی تبھی ممکن ہے جب انسان کو پتہ ہو کہ وہ اپنے خالق سے کیا کہہ رہا ہے۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری زندگیوں میں بہتری، تبدیلی اور انقلاب آئے تو ہمیں تلاوت کے ساتھ ساتھ ترجمہ، تفسیر اور فہمِ قرآن کو اپنی زندگی کا لازمی حصہ بنانا ہوگا۔

اللہ سے دعا ہے کہ اے اللہ! تو ہمارے دلوں کو قرآن کے نور سے منور فرما، ہمیں اس کی آیات میں تدبر کرنے والا اور اس کے احکام پر عمل کرنے والا بنا دے۔ آمین یا ربّ العالمین

(قسط ثانی)

عالمیت یا محض مبادیات؟

ام محمد خوشنما مصلح الدین جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ

طویل زمانہ:

علمِ دین ایک انتہائی وسیع، عمیق اور گہرا سمندر ہے، اس میں غوطہ زنی کرنے اور اس کے بیش بہا موتی نکالنے کے لیے عمریں درکار ہوتی ہیں، سلف صالحین علم میں پختگی کے لیے طویل عرصہ استاد کے زیرِ سایہ تعلیم حاصل کرتے تھے۔

شرعی مدارس اور مستند اسلامی جامعات میں ایک طالب علم آٹھ سے دس سال کا طویل اور کٹھن عرصہ صرف کرتا ہے، اس طویل عرصے میں وہ محض طوطے کی طرح کتابیں نہیں رٹتا، بلکہ وہ ان سالوں میں بتدریج علم کے مراحل طے کرتا ہے، فقہائے کرام کی مختلف فقہی آراء، احادیث کے ظاہری تعارض، ان کے درمیان تطبیق کے اصولوں اور سلف صالحین کے طرزِ استدلال سے آہستہ آہستہ مانوس ہوتا ہے، اس طویل مشقت، راتوں کی بیداری اور علمی واجبات کے نتیجے میں اس کی شخصیت میں ایک علمی پختگی، گہراٹھہراؤ اور تواضع پیدا ہوتا ہے، اسے جوں جوں علم حاصل ہوتا ہے، یہ احساس شدت سے ستانے لگتا ہے کہ علم کا یہ سمندر کتنا بے کراں ہے اور اس کی اپنی معلومات کس قدر محدود ہیں۔

لیکن اس کے برعکس جب کوئی شخص ایک دو سال یا چند مہینوں پر مشتمل شارٹ ٹرم آن لائن کلاسز میں داخلہ لیتا ہے، تو اسے شریعت کی محض بنیادی چیزیں سکھائی جاتی ہیں، چونکہ وہ علم کی حقیقی گہرائی، اس کی وسعتوں اور فقہی اختلافات کے علمی پس منظر سے ناآشنا ہوتا ہے، اس لئے وہ چند موٹی موٹی اصطلاحات اور تراجم سیکھ کر شدید خود فریبی کا شکار ہو جاتا ہے اور خود کو مجتہد، علامہ اور مفتی تصور کرنے لگتا ہے، اور اس میں وہ ان ادارے یا انسٹیٹیوٹ سے عالمیت یا ڈپلومہ کے نام پر جاری کی گئیں شہادات (سرٹیفکیٹس) کو بنیاد بناتا ہے۔

آثارِ سلف پر نظر دوڑائیں تو یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ محدثین عظام اور فقہاء کرام نے علمِ دین کے حصول کے لیے کیسی کٹھن، صبر آزما اور طویل مسافتیں طے کیں، انہوں نے محض ایک حدیث سننے یا اس کی سند کی تصدیق کے لیے مہینوں پر محیط اسفار کئے، بھوک اور پیاس کی شدتیں برداشت کیں، اور اپنی پوری زندگی علم کی جستجو کے لیے وقف کر دی، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ اور ان جیسے دیگر علماء کرام کے حالاتِ زندگی اس بات کے شاہد ہیں کہ انہوں نے علم کو پارٹ ٹائم یا فرصت کے اوقات کے مشغلے کے طور پر نہیں اپنایا تھا، بلکہ علم کے

لیے اپنا تن، من، دھن، نیندیں اور آسائشیں سب کچھ قربان کردی تھیں، سلف کا مشہور مقولہ ہے:

''علم اس وقت تک تمہیں اپنا تھوڑا سا حصہ بھی عطا نہیں کرتا، جب تک تم خود کو مکمل طور پر اس کے حوالے نہ کردو''۔

[الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع للخطيب البغدادي:174/2]

اسی طرح علم کے لیے درکار اس کٹھن محنت کی بابت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''لا يستطاع العلم براحة الجسم''۔ ''جسم کو راحت اور آرام دے کر علم حاصل نہیں کیا جا سکتا''۔[جامع بیان العلم وفضله لابن عبد البر :385/1]

عصر حاضر کے آن لائن شارٹ کورسز میں اس جہدِ مسلسل، تڑپ اور ایثار کا شدید اور نمایاں فقدان پایا جاتا ہے۔

شارٹ ٹرم اسناد (سرٹیفکیٹس) کی بنیاد پر فتویٰ دینے کی جسارت:

اللہ تعالیٰ نے شریعت کے معاملے میں بغیر علم کے بات کرنے کو حرام قرار دیا ہے، فرمایا:

﴿قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَن تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَن تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ [الأعراف: 33]

ترجمہ: ''آپ فرما دیجیے کہ میرے رب نے تو بے حیائیوں کو حرام کیا ہے، جو ان میں سے ظاہر ہیں اور جو چھپی ہوئی ہیں، اور گناہ کو اور ناحق زیادتی کو، اور یہ کہ تم اللہ کے ساتھ اسے شریک ٹھہراؤ جس کی اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری، اور یہ کہ تم اللہ پر وہ کہو جو تم نہیں جانتے''۔

آج کل بہت سے انسٹیٹیوٹ چند ماہ یا سالوں میں عالمیت اور افتاء کے ڈپلومے فراہم کر رہے ہیں، ان کے فارغ التحصیل جو بمشکل دین کی بنیادی معلومات رکھتے ہیں، درس وتدریس، طلاق، وراثت، جدید مالیاتی نظام اور حلال وحرام جیسے پیچیدہ مسائل پر فتوے دینے لگتے ہیں، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تَقُولُواْ لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ ٱلْكَذِبَ هَٰذَا حَلَٰلٌ وَهَٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُواْ عَلَى ٱللَّهِ ٱلْكَذِبَۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى ٱللَّهِ ٱلْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ﴾ [النحل : 116]

ترجمہ: ''کسی چیز کو اپنی زبان سے جھوٹ موٹ نہ کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے، اس طرح حکم لگانا اللہ پر افترا پردازی کرنا ہے، بے شک جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پاتے''۔

اس آیت کی تفسیر میں امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ ابونضرہ رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انہوں نے

فرمایا:''میں نے جب سے سورۃ النحل کی یہ آیت پڑھی ہے فتویٰ دینے سے ڈرتا ہوں''۔

اس قول پر امام شوکانی رحمہ اللہ تعلیقاً بیان کرتے ہیں کہ:

''اللہ ان پر رحم فرمائے، یقیناً انہوں نے سچ کہا، بلاشبہ یہ آیت اپنے الفاظ کے عموم کے ساتھ ہر اس شخص کے فتوے کو شامل ہے جو کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف فتویٰ دیتا ہے، جیسا کہ اکثر ان لوگوں سے ہوتا ہے جو رائے (قیاس) کو قرآن وسنت پر مقدم کرتے ہوئے ترجیح دیتے ہیں، یا جو کتاب وسنت کے علم سے جاہل ہیں، جیسے مقلدین، اور بے شک یہ لوگ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ ان کے اور ان کے فتوؤں کے درمیان رکاوٹ ڈال دی جائے اور انہیں ان کی جہالت سے روکا جائے، کیونکہ انہوں نے بغیر علم، بغیر رہنمائی اور کتاب وسنت کے بغیر فتویٰ دیا، چنانچہ یہ ایسے لوگ ہیں جو خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں''۔ [فتح القدير للشوكاني :ج:3/ص240]

اس افسوسناک صورتحال کی بالکل واضح ترین مثال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث ہے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يَتْرُكْ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا''۔

''اللہ تعالیٰ علم کو لوگوں سے چھینتے ہوئے نہیں اٹھائے گا بلکہ وہ علماء کو اٹھا کر علم کو اٹھا لے گا حتیٰ کہ جب وہ (لوگوں میں) کسی عالم کو (باقی) نہیں چھوڑے گا تو لوگ (دین کے معاملات میں بھی) جاہلوں کو اپنا سربراہ بنا لیں گے، ان سے (دین کے بارے میں) سوال کیے جائیں گے تو وہ علم کے بغیر فتوے دیں گے، اس طرح خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے''۔[صحيح مسلم: 2673]

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''تَفَقَّهُوا قَبْلَ أَنْ تُسَوَّدُوا''۔ ''سردار بننے سے پہلے سمجھدار بنو (یعنی دین کا علم حاصل کرو)''۔ [صحيح البخاري:بَابُ الِاغْتِبَاطِ فِي العِلْمِ وَالحِكْمَةِ]

ان شارٹ ٹرم کورسز کی بنیاد پر آج ہر وہ شخص جو چند بنیادی چیزیں سیکھ لیتا ہے، خود کو عالم سمجھ بیٹھتا ہے، اردو کی ایک مشہور کہاوت ''نیم حکیم خطرۂ جان، نیم عالم خطرۂ ایمان'' عین اسی صورتحال کی عکاسی کرتی ہے، جس طرح نیم حکیم مریض کی جان کے لیے خطرہ ہے، اسی طرح نیم عالم لوگوں کے ایمان کے لیے خطرہ ہے۔

فرضِ عین اور فرضِ کفایہ کے درمیان فرق کرنا لازمی ہے:

اس تجزیہ کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ٹیکنالوجی، انٹرنیٹ، ڈیجیٹل ذرائع یا آن لائن تعلیم کا استعمال بذاتِ خود حرام یا

ناجائز ہے، دینِ اسلام ایک آفاقی، ابدی اور ہمہ گیر دین ہے جو ہر دور کے تقاضوں کے مطابق، ہر نئی ٹیکنالوجی کو استعمال کرتے ہوئے اپنے پیغامات کو پہنچانے کی بھر پور حمایت کرتا ہے، علماء کرام اور دیگر عالمی معتبر اداروں نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ اگر شرعی حدود، پردے اور آداب کی مکمل رعایت کرتے ہوئے آن لائن ذرائع سے علمی استفادہ کیا جائے، مستند علماء کے دروس سنے جائیں، اور اس میں کوئی خلافِ شرع امر نہ ہو، تو یہ قطعی طور پر جائز، مفید اور دورِ حاضر کی ضرورت ہے، لیکن یہاں شریعت کے دو اہم پہلوؤں میں فرق کرنا لازمی ہے:

ہر مسلمان پر بنیادی دینی احکام، عقائد اور حلال وحرام کی تمیز سیکھنا فرضِ عین ہے، جس کے لیے آن لائن کلاسز، مستند علماء کے لیکچرز اور مساجد کے دروس جدید دور کی ایک اہم ضرورت اور بہترین ذریعہ ہیں، جبکہ مفسر، فقیہ یا مفتی وغیرہ بننا فرضِ کفایہ ہے، جس کے لیے محض شارٹ کورسز یا جز وقتی آن لائن مطالعہ کافی نہیں، بلکہ یہ مناصب برسوں کی ہمہ وقتی محنت اور اساتذہ کی زیرِ نگرانی کڑی محنت ومشقت کا تقاضا کرتے ہیں، اصل بگاڑ تب پیدا ہوتا ہے جب بنیادی معلومات رکھنے والا شخص خود کو اجتہاد وفتویٰ کا اہل سمجھنے لگے، یہ جہلِ مرکب نہ صرف گمراہی کا سبب ہے بلکہ ان اداروں و انسٹیٹیوٹ کی بھی بڑی اخلاقی وشرعی خیانت ہے جو چند ماہ کے کورسز پر عالم/عالمہ یا مفتی/مفتیہ کے اسناد بانٹ کر معاشرے میں گمراہی پھیلانے کا باعث بن رہے ہیں۔

رہنمائی اور گزارشات:

(۱) عوام الناس اور دنیاوی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ اور طالبات کو چاہیے کہ وہ دین کے بنیادی، ضروری اور فرضِ عین احکام ضرور سیکھیں اور اس اعلیٰ مقصد کے لیے جدید آن لائن ذرائع سے بھر پور فائدہ اٹھائیں، لیکن کبھی بھی اس مختصر مطالعہ کی بنیاد پر خود کو شریعت کا شارح، محقق اور مفتی تصور نہ کریں۔

(۲) اسی طرح عوام الناس کو چاہیے کہ دینی مسائل، پیچیدہ فقہی معاملات اور فتاویٰ کے حصول کے لیے سوشل میڈیا کے نوخیز، نام نہاد اور شارٹ ٹرم کورسز سے پڑھے ہوئے طلبہ پر انحصار کرنے کے بجائے مستند، شرعی جامعات وکلیات سے متخرج علماء اور معتبر اداروں کے دارالافتاء کی طرف ہی رجوع کریں۔

(۳) آن لائن کورسز کروانے والے ادارے یا انسٹیٹیوٹ پر شرعاً اور اخلاقاً لازم ہے کہ وہ اپنے شارٹ ٹرم کورسز کو عالمیت کے بجائے ''بنیادی اسلامی تعلیمات''، یا ''ڈپلومہ اِن اسلامک اسٹڈیز'' کا نام دیں، نہ کہ انہیں عالمیت یا افتاء کے مساوی قرار دے کر طلبہ اور معاشرے کو شدید دھوکے اور فتنہ میں مبتلا کریں۔

(۴) آن لائن شارٹ ٹرم کورسز چلانے والے ادارے یا انسٹیٹیوٹ اعلان کرتے وقت اگر عالمیت کا نام دینا ہی چاہ رہے ہیں تو دو بنیادی شرطوں کی بنیاد پر عالمیت کا نام دیا جاسکتا ہے:

پہلی شرط: دورانِ تعلیم طلبہ کو بتادیا جائے کہ آپ کو صرف اسلام کی بنیادی تعلیم دی جارہی ہے، چنانچہ اس کی بنیاد پر آپ خود کو عالم وفاضل نہ سمجھ بیٹھنا کہ لوگوں کے درمیان فتویٰ دینے لگ جائیں۔

دوسری شرط: سرٹیفکیٹ میں عالمیت یا ڈپلومہ کا تذکرہ نہ ہو، بلکہ شہادۃ اجتیاز (Passing certificate)، یا شہادہ حضور (Certificate of attendance) کے نام پر سرٹیفکیٹ دیں۔

خلاصۂ کلام:

علمِ دین ایک عظیم امانت اور اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے، جب امانتیں نااہلوں کو سونپ دی جائیں تو یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"إِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ، فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ"، قَالَ: كَيْفَ إِضَاعَتُهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: "إِذَا أُسْنِدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ"۔

''جب امانت ضائع کی جائے تو قیامت کا انتظار کرو''، پوچھا: یارسول اللہ! امانت کس طرح ضائع کی جائے گی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب معاملات نا اہل لوگوں کے سپرد کر دیئے جائیں تو قیامت کا انتظار کرو''۔ [صحيح البخاري:59]

عصر حاضر کے مسلمانوں خاص طور پر نوجوان نسل پر لازم ہے کہ وہ علمِ دین کے اس عظیم سلفی منہج کا تحفظ کریں جس کی بنیاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھی، اور جسے سلف صالحین نے اپنی طویل مشقت لمبے اسفار اور قربانیوں کے ذریعے ہم تک انتہائی محفوظ حالت میں پہنچایا۔

دین سیکھنے کے لیے آن لائن ذرائع کا مثبت استعمال ضرور کریں، لیکن پیچیدہ مسائل اور فتاویٰ کے لیے ہمیشہ مستند علماء اور معتبر اداروں کی طرف ہی رجوع کریں، نیز علم کو اخلاص، طویل جدوجہد اور صحبتِ شیوخ کے ساتھ حاصل کرنا ہی امت کو موجودہ فکری واعتقادی فتنوں سے بچا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں علمِ نافع عطا فرمائے، ریاکاری سے بچائے اور تمام ظاہری و باطنی فتنوں سے ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے۔ (آمین)

اسلامک انفارمیشن سینٹر، ہیلپ لائن

IIC HELPLINE

WhatsApp Helpline No.

واٹس ایپ ہیلپ لائن نمبر

808080 7836 | 808080 18 82

مذکورہ نمبرات پر اسلام کے متعلق کوئی بھی سوال (تحریری، آڈیو، ویڈیو) میں پوچھیں اور دلیل کے ساتھ جواب حاصل کریں۔

Send Your islamic (Text,Audio,Video) Questions & Get Authentic Reply With References.

Phone Helpline No.

فون ہیلپ لائن نمبر

808080 7836 | 808080 18 82

مذکورہ نمبرات پر فون سے رابطہ کریں اور اسلامی سوالوں کے جواب حاصل کریں۔

Call On These Numburs For islamic Questions & Get Authentic Reply

Fatawaa

فتاویٰ

وراثت، نکاح، طلاق، خلع و دیگر اہم مسائل کے تحریری فتاوے حاصل کریں،

تحریری سوالات بدست دیں یا بذریعہ ای میل یا ڈاک بھیجیں۔

Send Your Written Questions By Hand/Post/Email & Get Written Fatawa On Virasat, Nikah, Talaq, Khula Etc... (Email : iicmumbaifatwa@gmail.com)

Time : 10:30A.M To 09:00P.M

Please Don't Call during Namaz Time

Friday Closed

Islamic Information Centre
اسلامک انفارمیشن سینٹر
"Welcome to Knowledge. Welcome to Understanding"

Gala No.6, Swastik Chambers, Below Kurla Nursing Home, Opp. Noor Jahan-1, Pipe Road, Kurla (W), Mobile : 8080807836

Andheri Bakery Compound, Opp. Surbhi Vada Pav, Andheri Station Road Jama Masjid, Andheri (W), Mobile : 8080801882

iic mumbai | mumbaiiic | mumbaiiic | iic mumbai official | iic mumbai

Date of Publication : 1st of Every Month
RNI No.-MAHURD/2011/49433 Postal Registration No. : MCE/281/2022-24
Posted on 4th and 5th of Every Previous Month

If Undelivered Please Return To

Ahlus Sunnah

Managed by : ILM Foundation

Islamic Information Centre

Gala No.6, Swastik Chamber, Below Kurla Nursing Home,
Opp. Noorjahan-1, Pipe Road, Kurla (W), Mumbai-400070
Phone : 8080807836, 8080801882

To,

Book Post

Printed, Published & Owned By: Saad Khalid Patel | Printed at: Alwan Prints, A1/215, Shah & Nahar Industrial Estate, S.J Marg, Lower Parel (West), Mumbai - 400013., Published at: 106, Fateh Manzil, 4th Floor, Victoria Road, Sant Savta Marg, Mustafa Bazar, Mumbai-400010
Editor: Shaikh Kifayatullah Sanabili Mobile: 8657458182